مُسلسل اشاعت کا 19 واں سال
دسمبر 2017ء

ماہ نامہ

# محاسنِ اسلام ملتان

رجسٹرڈ
شمارہ 219

زیرِ سرپرستی شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

37 مومن کا ہر ہر لمحہ ربیع الاوّل ہے
کامل مسلمان بننے کا طریقہ 11
سیرت پر عمل کرنا ہی میلاد منانا ہے 13
حلال کا فلسفہ اور حرام کے نقصانات 25
کیسی ہی مشکل یا مقدمہ ہو مجرب نسخہ 33
اولاد کو نمازِ جنازہ ضرور سکھا دیں

مکمل فہرست صفحہ

قیمت فی شمارہ -/30

## خوشخبری

گھروں کو آباد رکھنے اور بچوں کو سچا پکا مسلمان بنانے کیلئے

2 نئے سلسلے

1 خواتین کا محاسنِ اسلام

گھریلو اور ازدواجی زندگی کو اسلام کے قریب لانے والے اصلاحی مضامین مفید دستور العمل اور اہم نکات

2 بچوں کا محاسنِ اسلام

WWW.PAKISTANIPOINT.COM
پاکستانی پوائنٹ

گھر بیٹھے قرآن کریم، تفاسیر، احادیث اور اسلامی کتب
0322-6180738, 061-4519240
گھر بیٹھے رسالہ جاری کرانے کیلئے 0322-8951008

خوشگوار اسلامی زندگی کا ضامن

ماہ نامہ

# محاسنِ اسلام ملتان

رجسٹرڈ

Reg # M148

زیرِ سرپرستی

شیخ الاسلام فقیہ العصر

مفتی محمد تقی عثمانی

دامت برکاتہم العالیہ

مدیر

قاری محمد اسحاق ملتانی

شمارہ نمبر 219 جلد 19 ربیع الاول ..... ربیع الثانی 1439ھ دسمبر 2017ء

بشرفِ دعا

حضرت مولانا والد محترم عبدالقیوم مہاجر مدنی مدظلہم

بیاد

سیدی و مرشدی حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ

(خلیفہ ارشد حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ تعالیٰ

(خلیفہ ارشد حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

عارف ربانی ڈاکٹر حفیظ اللہ مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ

(مسترشد خاص حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ)

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

(سابق رئیس دار الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

عالم ربانی حضرت مولانا مفتی عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ

(سابق رئیس دار الافتاء جامعہ دار العلوم کبیر والہ)

شیخ طریقت حضرت نواب محمد عشرت علی قیصر رحمہ اللہ

(مسترشد خاص حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ)

## مشیرانِ کرام

مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ بنوریہ کراچی

مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ نواب شاہ

مفتی محمد ابراہیم صاحب مدظلہ
دار العلوم صادق آباد

مولانا محمد عتیق الرحمن صاحب مدظلہ
مدیر جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

مولانا عبدالاحد بلال صاحب مدظلہ
فاضل جامعہ خیر المدارس ملتان

حاجی فرقان احمد ملتان

پروفیسر سعید احمد۔ ملتان

پروفیسر حکیم عبدالرشید غوری ملتان

صوفی محمد راشد صاحب مدظلہ
نیرہ اسماعیل خان

حاجی ذیشان الٰہی ملتان

قیمت فی شمارہ

-/30

زر سالانہ مع ڈاک خرچ -/400

بیرون ممالک زر سالانہ
-/5000 روپے میں ہر ماہ 3 رسالے

ایجنسی ہولڈرز یا تحفہ دینے کیلئے نام یا مہر لگائیں

خط و کتابت کے لئے

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ ملتان پاکستان

0614519240
0322-6180738
صرف رسالہ کیلئے
0322-8951008
www.talefat@gmail.com
www.taleefat.com

گھر بیٹھے اپنی مطلوبہ کتب اور رسالہ حاصل کرنے کیلئے
رقم آن لائن کرنے کیلئے ادارہ کے اکاؤنٹ نمبرز

میزان بنک 0505-0100-470622

میزان بنک 0501-020-1279

مسلم کمرشل بینک 1127-03395-7555-1000357

نوٹ: رقم آن لائن کر کے فوراً مطلع کریں شکریہ

پبلشر: محمد اسحٰق ... مطبع: سلامت اقبال پریس ... مقام اشاعت: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

# عنوانات پر ایک نظر


درسِ قرآن 5
درسِ حدیث 40 احادیث 6
نماز اچھی ادا کرنا ضروری ہے 7
الرحمٰن جل شانہ کے خواص 8
اللہ کو قرض دینے کا عجیب واقعہ 9
اِن سنتوں پر کون عمل کرے گا؟ 10
کامل مسلمان بننے کا طریقہ 11
سیرت طیبہ پر عمل کرنا ہی میلا منانا ہے 13
اہل علم کیلئے قیمتی جواہرات 15
ایک عورت کی قربانی نے ولی کامل بنا 16
حقیقی محبت رسول اتباع سنت ہے 17
اسلامی بھائی چارہ 18
یہ ہے مقبولیت 20
پُرسوز پُرنم تلاوت کیجئے 21
اُمت پر مصائب کب آتے ہیں؟ 22
اللہ دیکھ رہا ہے 23
سمجھئے! ریاکاری کسے کہتے ہیں؟ 24
حلال اور حرام کا فلسفہ 25
انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے 27
حضرت عارفی رحمہ اللہ کے ارشادات 28
دنیا... دھوکہ کا گھر 29
گناہ کی تشہیر بھی مستقل گناہ ہے 31
دینی، دُنیاوی پریشانیوں سے بچنے کیلئے........ اولیاء اللہ سے منقول اعمال و وظائف 32
غصہ سے بچنے کے طریقے 34
آداب کا اہتمام کیجئے 35
آخرت کا تیاری کرنی ہے ضرور 36
مومن کا ہر لمحہ ربیع الاول ہے 37
کامیاب زندگی کا راز 40
دین کی محبت ...اہمیت وحقیقت 41
دینی دسترخوان علماء مشائخ کی نظر میں 43
ماتحت افراد کی رعایت 44
کامیابی کا پہلا زینہ...خود احتسابی 45
اپنی زندگی میں اولاد کو نماز جناہ سکھادیں 46
اولاد کی آخرت کا بھی خیال کریں 47
موسم سرما کی مفید غذائیں 49
نواب بہاولپور کی دینی ملکی خدمات 50
خود اعتمادی پیدا کرنے والی 10 عادات 51
خواتین کا محاسن اسلام 53
کائنات کا پہلا اور آخری رشتہ 53
خوش رکھئے خوش رہیے 54
سوچ کا ایک زاویہ...یہ بھی ہے 56
جہیز اور موجودہ معاشرہ 57
بچوں کا محاسن اسلام 59
بچوں کیلئے مختلف مضامین اور آداب 64

اللہ تعالیٰ سے جوڑنے
اور زندگی کی کایا پلٹنے والے
ایک 100 سو
واقعات
یہ واقعات روحانی انجکشن ہیں۔ کوئی بھی انجکشن کام
کرسکتا ہے اور آپ کی زندگی میں انقلاب لاسکتا ہے۔
اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان

ولادت سے وفات تک
کی سینکڑوں سنتوں کا
مکمل نصاب
مسنون زندگی
قدم بقدم
تقاریظ
حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان
حضرت مولانا عمر فاروق راشد مدظلہ
استاذ جامعۃ الرشید کراچی
مخدوم العلماء حضرت مولانا حافظ
محمد ناصر الدین خاکوانی نقشبندی مدظلہ
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان 0322-6180738

والد کی طرف سے ہر بیٹے/بیٹی کیلئے بہترین تحفہ
والد کا پیغام
اولاد کے نام
قدم بقدم
اہم ہدایات
نصیحتیں وصیتیں
اولیاء اللہ
کی اہم نصیحتوں
سے آراستہ
اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان

رب کا حکم ... اے مسلمانو! مسلمان بنو (القرآن)
اُمتِ مسلمہ کے ہر فرد کو سچا مسلمان بنانے والی
مسلمان کی ڈائری
مسنون اذکار و وظائف
مجرب اعمال اور عبرت و
نصیحت سے بھرپور مزین
مکمل مسلمان کی اسلامی
ڈائری... جس کا ہر صفحہ
تقریظ
حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ
اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ

جملہ روحانی امراض اور اُن کے علاج پر مشتمل

# اِصلاحی کورس

مجموعۂ افادات

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ
حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمہ اللہ
حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمہ اللہ

اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان

# خوشحال گھرانہ

صرف محبت اور اخلاق ہی سے بنتا ہے۔

از افادات:

مبلغ اسلام مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ

اینٹوں کے جڑنے سے مکان بنتے ہیں...اور دلوں کے جڑنے سے گھر آباد ہوتے ہیں...دلوں کو جوڑنے والی چیز...صرف محبت اور اچھے اخلاق ہی ہیں...اسلام کے اہم رُکن "معاشرت" سے لاعلمی یا غفلت...ایک ہی گھر کے افراد کو ایک دوسرے سے دُور کر رہی ہے سب رشتوں میں سے...اہم ترین رشتہ "میاں بیوی" کا ہے جس کی بنیاد پر گھر بستا ہے...اور زندگی خوشحال ہوتی ہے...اس کتاب میں اسی اہم و نازک رشتہ کو...نبھانے اور دلوں کو ملانے کا...درس دیا گیا ہے۔

اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان

# خواب کی دُنیا

یعنی
اکابر کے دلچسپ خواب اور ان کی تعبیر

مجموعہ افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ
حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ
مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ودیگر اکابر امت

جمع و ترتیب
محمد اسحٰق ملتانی
مدیر ماہنامہ "محاسن اسلام" ملتان

- شریعت میں خواب کی حیثیت
- خواب کی اقسام، احکام و مسائل
- خواب کے سچا ہونے کی علامات
- تعبیر کیلئے اصول و ہدایات
- خواب میں زیارت نبوی سے مشرف ہونے کیلئے اہم ہدایات
- اکابر کے سینکڑوں خواب
- دلچسپ حکایات اور حیران کن تعبیرات

اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(0322-6180738, 061-4519240

# دُوسری شادی

احکام و مسائل
ادائیگی حقوق کی تفصیلات

ہر بیوی کے علیحدہ حقوق اور حدود اور سنائی کی صورتیں حق مہر.....علیحدہ رہائش.....نان نفقہ.....اور دیگر بنیادی حقوق میں عدل وانصاف کے تقاضوں پر مشتمل ہے

از افادات

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
ودیگر اکابر اہل علم

اِدارہ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان

تفسیر
حکیم الامت مجدد الملت
مولانا اشرف علی تھانوی
و دیگر مفسرین رحمہم اللہ

# درسِ قرآن

ترجمہ
شیخ الاسلام فقیہ العصر
مفتی محمد تقی عثمانی
مدظلہ العالی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ــــ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا

جو لوگ اپنے مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ کوئی تکلیف

| اَلَّذِيْنَ | يُنْفِقُوْنَ | اَمْوَالَهُمْ | فِيْ | سَبِيْلِ اللّٰهِ | ثُمَّ | لَا يُتْبِعُوْنَ | مَآ اَنْفَقُوْا | مَنًّا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جو لوگ | خرچ کرتے ہیں | اپنے مال | میں | اللہ کا راستہ | پھر | بعد میں نہیں رکھتے | جو انہوں نے خرچ کیا | کوئی احسان |

وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

پہنچاتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کے پاس اپنا ثواب پائیں گے، نہ ان کو کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ کوئی غم پہنچے گا

| وَّلَآ | اَذًى | لَّهُمْ | اَجْرُهُمْ | عِنْدَ | رَبِّهِمْ | وَلَا | خَوْفٌ | عَلَيْهِمْ | وَلَا | هُمْ | يَحْزَنُوْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور نہ | کوئی تکلیف | ان کیلئے | ان کا اجر | پاس | ان کا رب | اور نہ | کوئی خوف | ان پر | اور نہ | وہ | غمگین ہونگے |

**تفسیر**

## کسی کو صدقہ دینے کے بعد نہ احسان جتلاؤ اور نہ ایذا دو:

اس آیت میں صدقہ کے قبول ہونے کی دو منفی شرطیں بیان فرمائی گئی ہیں۔
ایک یہ کہ دے کر احسان نہ جتایا جائے۔ دوسرے یہ کہ جس کو دیا جائے اس کو ذلیل وخوار نہ سمجھیں اور کوئی ایسا برتاؤ نہ کریں جس سے وہ اپنی حقارت اور ذلت محسوس کرے یا جس سے اس کو ایذا پہنچے۔
صدقہ اور خیرات کے بعد احسان جتلانا نہ صرف یہ کہ اجر وثواب کو باقی نہیں رکھتا۔ بلکہ از خود یہ نہایت بڑا گناہ ہے۔ اس لئے بار بار حق تعالیٰ اس کی تاکید وتنبیہ فرماتے ہیں۔ صدقہ دے کر احسان جتانے کی برائی اور ممانعت حدیث شریف میں بھی آئی ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے۔
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہ کریں گے۔ نہ اُن کی طرف نظر رحمت سے دیکھیں گے۔ نہ اُنہیں پاک کریں گے بلکہ اُن کیلئے دردناک عذاب ہے۔ ایک ان میں سے دے کر احسان جتلانے والا۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ ماں باپ کا نافرمان۔ خیرات وصدقہ دے کر احسان جتلانے والا۔ شرابی اور تقدیر کو جھٹلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ مطلب یہ کہ بغیر سزا بھگتے اور عذاب اُٹھائے سیدھا جنت میں نہ جائے گا اللہ تعالیٰ ہمیں ان گناہوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین

درسِ حدیث

# 40 حدیثیں یاد کیجیے..... جنت لیجیے

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ چالیس حدیثیں کیا ہیں؟ جن کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ جو ان کو یاد کرلے جنت میں داخل ہوگا؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

● تو اللہ پر ایمان لائے۔
● اور آخرت کے دن پر۔
● اور فرشتوں کے وجود پر۔
● اور سب آسمانی کتابوں پر
● اور تمام انبیاء پر۔ ● اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر۔
● اور تقدیر پر کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ● اور گواہی دے اس پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے (سچے) رسول ہیں۔
● اور ہر نماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز کو قائم کرے (کامل وضو وہ کہلاتا ہے جس میں آداب و مستحبات کی رعایت رکھی گئی ہو اور ہر نماز کے لیے نیا وضو مستحب ہے اور نماز کے قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے تمام ظاہری و باطنی آداب کا اہتمام کرے)
● زکوٰۃ ادا کرے۔
● رمضان کے روزے رکھے۔
● اگر مال ہو تو حج کرے۔
● بارہ رکعت سنت مؤکدہ روزانہ ادا کرے، صبح سے پہلے دو رکعت، ظہر سے قبل چار رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت
● وتر کسی رات میں نہ چھوڑے
● اللہ کیساتھ کسی کو شریک نہ کر
● والدین کی نافرمانی نہ کر
● ظلم سے یتیم کا مال نہ کھا
● شراب نہ پی ● بدکاری نہ کر
● جھوٹی قسم نہ کھا
● جھوٹی گواہی نہ دے۔
● خواہشات نفسانیہ پر عمل نہ کر
● مسلمان بھائی کی غیبت نہ کر
● اور عفیفہ عورت یا مرد پر تہمت نہ لگا۔ ● اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھ
● لہو و لعب میں مشغول نہ ہو
● تماشائیوں میں شریک نہ ہو
● کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا مت کہہ
● کسی کا مذاق مت اُڑا
● نہ چغل خوری کر
● اللہ جل شانہ کی نعمتوں پر اس کا شکر کر ● بلا اور مصیبت پر صبر کر
● اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو۔
● اعزہ سے قطع تعلق مت کر
● بلکہ ان کیساتھ صلہ رحمی کر
● اللہ کی مخلوق کو لعنت مت کر
● سُبْحَانَ اللّٰہِ.... اَللّٰہُ اَکْبَر اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اکثر ورد رکھا کر۔ ● جمعہ اور عیدین میں حاضری مت چھوڑ۔
● اس بات کا یقین رکھ کہ جو تکلیف اور راحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہ پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا۔
● اور کلام اللہ کی تلاوت کسی حال میں بھی مت چھوڑ.....

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ جو کوئی ان کو یاد کرے اسے کیا اجر ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ حق سبحانہ اس کا حشر انبیاء علیہم السلام اور علمائے کرام کیساتھ فرمائیں گے.....

(اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم)



اس صفحہ کا فوٹو دوسروں تک پہنچائیں کہ اس پر بھی جنت کی بشارت ہے

# نماز اچھی ادا کرنا ضروری ہے

از مفتی شمس الدین نور

اُمت مسلمہ کی خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نماز جیسی عظیم الشان عبادت کا تحفہ ملا ہے۔ ایسا عظیم تحفہ جو دین کا اہم ترین ستون اور مومن کی معراج بھی، ایمان کا زیور اور قرب الٰہی و رضاءِ خداوندی کا بہترین ذریعہ بھی ہے لیکن ہماری بدقسمتی کہ آج ہم اس عظیم تحفۂ خداوندی کے ناقدرے نکلے ہیں۔

وہ نماز جسے معراج المومنین کہا گیا، آج اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ وہ نماز جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بتایا تھا آج ہمارے لئے بوجھ بن گئی ہے۔

آج اکثریت اگر بے نمازیوں کی ہے تو جو تھوڑے بہت نماز پڑھنے والے ہیں وہ بھی نماز کو رسمی اور بطور خانہ پُری کے پڑھتے ہیں۔ جلد بازی اور غفلت کے ساتھ چند ٹھوکریں مار کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ نہ رکوع سنت کے مطابق، نہ سجدہ یا قعدہ ہی سنت طریقہ پر۔ نہ قلبی سکون یا خشوع اور نہ ہی ظاہری خضوع نماز میں نظر آتا ہے۔ حالانکہ ایسا جلد باز غافل نمازی بھی دنیوی اور اخروی نقصان و خسران میں بے نمازی سے کم نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز درست نہیں جو رکوع سجدہ میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں فرمایا "بدترین چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرے۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز میں کس طرح چوری کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رکوع اور سجدہ اچھی طرح نہ کرے"۔ (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک شخص کو جلدی جلدی رکوع کرتے اور سجدہ میں ٹھونگیں مارتے ہوئے دیکھا تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تم اس شخص کو دیکھتے ہو؟ اگر یہ ایسی ہی نماز پڑھتا ہوا مر گیا تو دین محمدی پر نہیں مرے گا۔ بخاری میں یہ جملہ حضرت حذیفہ سے مروی ہے۔ (بخاری)

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ ایک شخص ساٹھ سال نماز پڑھتا ہے اور فی الحقیقت اس کی ایک بھی نماز نہیں ہوتی۔ عرض کیا گیا یہ کیسے؟

ارشاد فرمایا کہ وہ رکوع ٹھیک کرتا ہے تو سجدہ پورا نہیں کرتا اور سجدہ کرتا ہے تو رکوع پورا نہیں کرتا۔

غور کیجئے کیا ہماری نمازوں میں کسی قسم کا خشوع خضوع یا قلبی سکون ہے؟ کیا ہماری نمازیں سنت طریقہ کے مطابق ہیں؟ کیا رکوع سجدہ ہمارا ٹھیک ہے؟ اگر نہیں تو آیئے ہم اپنی نمازوں کو سنت طریقے کے مطابق بنانے کی کوشش کریں۔

**اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے!**

جب آپ وصیت لکھنے بیٹھیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ وہ واحد شخص جس کا آپ کے مال میں کوئی حصہ نہیں وہ کوئی اور نہیں آپ خود ہیں۔ لہٰذا جتنا ممکن ہو سکے اپنی زندگی میں ہی آخرت کیلئے ذخیرہ کر لیں۔

بہترین نماز وہ ہے کہ جو سنت کے مطابق ہو

## اللہ تعالیٰ کا مبارک نام "اَلرَّحْمٰنُ" کے خواص

❶ ہر نماز کے بعد سو (۱۰۰) بار یہ اسم مبارک پڑھنے سے قلب کی غفلت اور نسیان دور ہو جاتا ہے اور دُنیا کے معاملات میں مدد کی جاتی ہے۔ ❷ اس اسم کو کثرت سے پڑھنے والا ہر امر مکروہ سے محفوظ رہتا ہے۔ ❸ اسے لکھ کر اور دھو کر پلانے سے گرم بخار سے شفا نصیب ہوتی ہے۔ ❹ جو کوئی اس اسم کو صبح کی نماز کے بعد دو سو اٹھانوے (۲۹۸) بار پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر بہت رحم فرمائے گا۔

❺ جو کوئی اکتالیس (۴۱) دن تک روزانہ اکتالیس (۴۱) بار "یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَیَا رَحِیْمَھُمَا" پڑھے گا اس کی ضروری حاجت پوری ہو جائے گی۔

❻ جو کسی جابر حاکم کے پاس جاتے وقت "یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ" پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ظالم کے شر سے بچا لیتے ہیں اور خیر عطا فرماتے ہیں۔

# حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

### بیمار بچہ کا صحت مند ہونا

اُم جندبؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے دسویں تاریخ کو وادی کے اندر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرۃ العقبہ کی رمی کرتے ہوئے دیکھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے قبیلہ خثعم کی ایک عورت اپنا بچہ لئے ہوئے آئی جو کچھ بیمار تھا اور بول نہیں سکتا تھا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ میرا بچہ ہے اور خاندان بھر میں بس یہی رہ گیا ہے اور اس کو کوئی بیماری ہے جس کی وجہ سے یہ بولتا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا تھوڑا سا پانی لاؤ۔ پانی حاضر کیا گیا آپ نے اپنے دونوں دست مبارک دھوئے اور منہ میں پانی لے کر کلی کی اور وہ پانی اس کو دیدیا اور فرمایا کہ یہ پانی بچہ کو پلا [illegible] چھڑک اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے [illegible] دعا کر۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ اس پانی میں سے ذرا سا مجھ کو دیدیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ تو صرف اس بیمار بچہ کے لئے ہے یہ بیان کرتی ہیں کہ آئندہ سال میری اس عورت سے پھر ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے اس کے بچہ کا حال پوچھا اس نے کہا وہ بالکل اچھا ہو گیا اور ایسا سمجھدار ہو گیا کہ عام لوگ ایسے سمجھدار نہیں ہوتے۔ (ابن ماجہ)

### حضرت سلمہ بن اکوع کے زخم کا صحیح ہونا

یزید بن عبید بیان کرتے ہیں کہ سلمہ بن اکوع کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھا تو میں نے کہا اے ابو مسلم! یہ زخم کیسا ہے؟ کہنے لگے یہ اس زخم کا نشان ہے جو میں نے جنگ خیبر میں کھایا تھا تو لوگوں نے شور مچایا کہ لو سلمہ تو کام آ گئے۔ ان کا بیان ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس میں تین بار پھونک ماردی۔ اُس وقت سے آج تک مجھے کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی۔ (جدید سیرۃ النبی)


صبح وشام کی مسنون دُعاؤں کو معمول بنایئے اور اللہ کی حفاظت میں رہیے

# اللہ کو قرض دینے کا عجیب واقعہ

جب سورۂ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ؕ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝

ترجمہ: ’’کون ہے جو اللہ کو اچھے طریقے پر قرض دے تاکہ وہ اس کے مفاد میں اتنا بڑھائے چڑھائے کہ وہ بدر جہا زیادہ ہو جائے؟ اور اللہ ہی تنگی پیدا کرتا ہے اور وہی وسعت دیتا ہے اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹایا جائے گا۔‘‘

تو حضرت ابو الدحداح رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض چاہتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ سے تم کو جنت میں داخل کر دیں۔

حضرت ابو الدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس دو باغ ہیں۔ دونوں باغوں کو خدا تعالیٰ کے لئے قرض دیتا ہوں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک باغ اللہ کے راستہ میں وقف کر دو اور دوسرا باغ اپنے اہل و عیال کے گذارۂ معاش کے لئے رہنے دو۔ حضرت ابو الدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ان دو باغوں میں سے جو بہترین باغ ہے جس میں چھ سو کھجور کے درخت ہیں اس کو میں اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس کے عوض میں جنت میں باغ دے گا۔

حضرت ابو الدحداح رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھ کر سیدھے اپنے اس باغ پر پہنچے جسے خدا تعالیٰ کی نذر کر آئے تھے۔

حضرت ابو الدحداح رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اُم دحداح رضی اللہ عنہا اور بچے اسی باغ میں تھے اور بچے پھل کھا رہے تھے اور درختوں کے سایہ میں کھیل رہے تھے۔

حضرت ابو الدحداح رضی اللہ عنہ نے باغ سے باہر کھڑے ہی کھڑے اپنی بیوی کو آواز دی کہ بچوں کو لے کر باہر آ جاؤ۔ یہ باغ اپنے مولا کو قرض دے دیا۔ یہ باغ اب ہمارا نہیں رہا۔ اُم دحداح رضی اللہ عنہا نے شوہر کا یہ کلام سنتے ہی اول تو مبارکباد دی اور فرحت و خوشی کا اظہار کیا۔

بعد ازاں وہ بچوں کی طرف متوجہ ہوئیں۔ بچے جو پھل دامنوں میں لے رہے تھے وہ دامن جھٹک دیئے اور جو کھجوریں بچوں کے منہ میں تھیں وہ انگلی ڈال کر نکال دیں اور بچوں سے کہا کہ اس باغ سے نکلو اور اُسی وقت دوسرے باغ میں منتقل ہو گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا نامعلوم ابو الدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے آخرت میں کتنے بے شمار کھجور کے لمبے درخت ہیں اور کتنے وسیع اور کشادہ محلات ہیں (یعنی جنت میں)۔ (منتخب درسِ قرآن)

# اِن سُنّتوں پر کون عمل کرے گا؟

تحریر
امان اللہ اسماعیل۔ کراچی

## ایثار و قربانی سے متعلق سنتیں

آج ہم اس سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوسوں دور ہیں۔ آج ہم قربانی لینا جانتے ہیں اور دوسروں کیلئے ایثار و قربانی دینے کیلئے تیار نہیں۔

ایثار و قربانی ایک ایسا وصف ہے جس کے لئے بھی آپ ایثار و قربانی کریں گے وہ بندہ آپ کا مشکور و ممنون ہو جائے گا اور آپ کی بات کو ماننے کے لئے تیار ہو جائے گا، یہ ایک نفسیاتی حقیقت ہے۔

مومن کو اللہ تعالیٰ نے یہی مشن دے کر بھیجا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو مخلوق کی غلامی سے نکال کر خالق حقیقی کی غلامی میں لائے، اب وہ یہ کام کس طرح کرے؟ اس کے لئے ساری انسانیت کیلئے ایک عمل نمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بنا کر بھیجا، اس مبارک نمونے کو اپنا آئیڈیل بنانے سے انسان کی اپنی انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی دونوں سنور جائیں گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ نمایاں وصف ایثار تھا۔ آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس قدر عزیز تھیں کہ آپ ان کے آنے پر محبت سے کھڑے ہو جاتے۔ پیشانی کو بوسہ دیتے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زبیر کی صاحبزادیاں اور حضرت فاطمہ خدمت اقدس میں گئیں اور اپنے افلاس و تنگدستی کی شکایت کر کے عرض کی کہ اب کے غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک دو کنیزیں ہم کو مل جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے ہیں۔ (ابوداؤد)

ایک دفعہ ایک عورت نے ایک چادر لا کر پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرورت تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی، ایک صاحب حاضر خدمت تھے، انہوں نے عرض کیا کہ کیا اچھی چادر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُتار کر اُن کو دے دی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر چلے گئے تو لوگوں نے ان صاحب کو ملامت کی کہ تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی ضرورت تھی، یہ بھی جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال رد نہیں کرتے، انہوں نے کہا ہاں، لیکن میں نے تو برکت کے لئے لی ہے کہ مجھ کو اسی چادر کا کفن دیا جائے۔ (صحیح بخاری)

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے شادی کی، سامان ولیمہ کیلئے گھر میں کچھ نہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ، وہ گئے اور جا کر لے آئے، حالانکہ کاشانۂ نبوت میں اس ذخیرے کے سوا شام کے کھانے کو کچھ نہ تھا۔ (مسند احمد)

ایک دفعہ ایک غفاری آ کر مہمان ہوا، رات کو کھانے کیلئے صرف بکری کا دودھ تھا، وہ اس کو پیش کر دیا اور تمام رات آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاقہ میں گزاری، حالانکہ اس سے پہلی شب میں بھی یہاں فاقہ ہی تھا۔ (زرقانی)

# کامل مسلمان بننے کا طریقہ

از افادات حضرت مولانا شبیر الحق کشمیری مدظلہ (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ
ترجمہ: ''(کامل) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔

اس حدیث پاک میں پوری معاشرت کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ بے ضرر بن کے زندگی گزارے اس کی زبان، ہاتھ، پاؤں، قول و فعل سے کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے گویا کہ اس حدیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر مسلمان کو چاہئے وہ مجسمہ راحت بن جائے۔

زندگی کے ہر شعبے میں یہی تعلیم ہے کہ بے ضرر بن کر رہو۔ حتی کہ عبادات کے شعبے میں بھی اس کی رعایت رکھی گئی ہے۔ مثلاً نمازی آدمی ایسی جگہ نماز ادا نہ کرے جہاں گزرنے والوں کو تکلیف ہو، کسی کے جسم سے بدبو آتی ہے یا ایسا پھوڑا ہے جس کی وجہ سے لوگ تکلیف محسوس کرتے ہیں تو ایسے آدمی کیلئے مسجد جا کر باجماعت نماز پڑھنا جائز نہیں، بلکہ یہ گھر میں نماز پڑھے۔

امام محمد رحمہ اللہ کی کتاب مؤطا امام محمد میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک بڑھیا جس کو برص وغیرہ کی بیماری تھی وہ مسجد حرام میں طواف کر رہی تھی لوگوں کو تکلیف ہو رہی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بڑھیا پر پابندی لگا دی اور اس کو مسجد حرام میں آ کر طواف (جیسی اس عبادت سے جس کو سوائے حرم کے اور کہیں ادا نہیں کیا جا سکتا) سے روک دیا تا کہ دوسرے مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو۔

اس واقعہ کا تتمہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس بڑھیا کو کسی نے کہا۔ اے بڑھیا! اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے ہیں تجھے مسجد حرام میں جا کر طواف کرنے سے روکنے والا کوئی نہیں۔ جا کر اپنے دل کی حسرت پوری کر۔ جی بھر کے طواف کر لے۔

اس بڑھیا نے جواب دیا: میں وہ بڑھیا نہیں ہوں۔ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں تو ان کے حکم پر عمل کروں۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کے حکم کی خلاف ورزی کروں۔

اصل میں بڑھیا نے یہ مسئلہ سمجھایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مجھے روکنا اپنے اجتہاد سے تھا۔ اور مجتہد کا اجتہاد جس طرح اس کی زندگی میں قابل عمل ہوتا ہے اسی طرح اس کی وفات کے بعد بھی قابل عمل ہوتا ہے نیز مجتہد کے اجتہاد کو وہی توڑ سکتا ہے جو خود مجتہد سے بڑا علمی مقام رکھتا ہو اور ظاہر ہے کہ مجھ بڑھیا کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علمی مقام کے آگے کیا حیثیت ہے کہ میں ان کے اجتہادی حکم کو توڑ سکوں۔ پس معلوم ہوا کہ سیدنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اجتہادات جس طرح ان کی زندگی میں معتبر اور قابل عمل تھے۔ ایسے ہی ان کی

وفات کے بعد بھی قابل عمل ہیں۔ پس ان حضرات کے اجتہادات کو وہی توڑ سکتا ہے جس کا علمی مقام ان حضرات کے علمی مقام سے بہت اونچا ہو۔

لہٰذا آج کل کے چند حروف جاننے والوں کا یہ کہنا کہ ہم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کا نہیں مانتے۔ ہم سیدنا امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کو نہیں مانتے "دیوانے کی بڑ" کے سوا کچھ نہیں۔

حدیث پاک میں ہے ایمان کے 70 سے کچھ اوپر شعبے ہیں ان میں ادنیٰ شعبہ ہے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا۔

اس کے دو درجے ہیں۔ ❶ راستے میں پڑی ہوئی تکلیف دہ چیز مثلاً کانٹا، پتھر، اینٹ، کیلے کا چھلکا وغیرہ ہٹا دینا تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

❷ دوسرا درجہ یہ ہے کہ راستے میں تکلیف دہ چیز ڈالیں ہی نہیں۔ لہٰذا پھل کھا کر اس کے چھلکے اور چیز کھا کر اس کا شاپر وغیرہ راستے میں نہ ڈالیں اس سے دوسروں کو تکلیف ہوگی اسی طرح راستے میں گاڑی مت کھڑی کریں جس سے راستہ بند ہو اور گزرنے والے تکلیف محسوس کریں۔

الغرض ہر وہ عمل جس سے کسی کو تکلیف ہو اپنے آپ کو اس سے دور رکھیں اور بے ضرر بن کے رہیں۔

"جس شریعت میں راستے میں کانٹا وغیرہ ڈالنے کی اجازت نہیں، اس میں یہ کہاں جائز ہوگا کہ انسان دوسروں کیلئے کانٹا بنے۔ لہٰذا آپ اپنے ماں، باپ، بہن بھائی، بیوی بچوں، رشتہ داروں، دوستوں اور پڑوسیوں کیلئے کانٹا نہ بنیں۔

## سب شکاری

ایک درویش بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زہد و قناعت، موت اور سفر آخرت کے موضوع پر نہایت پُر اثر وعظ کہا۔ دوران وعظ محشر کی ہولناکیوں کے تذکرہ پر وہ خود بھی رو پڑا اور سامعین بھی آب دیدہ ہو گئے۔ وعظ کے بعد بادشاہ نے وزیر خزانہ کو بلا کر واعظ کے ہمراہ بھیجا کہ اسے خزانہ میں سے اتنا مال دے دو۔

ادھر بادشاہ جو کہ وعظ سے متاثر ہو چکا تھا اپنے درباریوں سے کہنے لگا کہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ واعظ خزانہ میں سے کچھ مال نہ لے گا۔ تھوڑی دیر بعد وزیر نے آ کر اطلاع دی کہ واعظ صاحب مال کے ہمراہ رخصت ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے اپنے درباریوں سے کہا کہ ہم سب شکاری ہیں بس جال مختلف ہیں۔

راستے دو قسم کے ہیں۔ ❶ ظاہری راستہ ❷ باطنی راستہ (یعنی جنت تک پہنچنے کا راستہ)

جس طرح ظاہری راستے میں پڑے ہوئے کانٹوں کو ہٹانا ضروری ہے اسی طرح باطنی راستے میں پڑے ہوئے روحانی کانٹوں (یعنی گناہوں کو) توبہ کے ذریعے دور کرنا ضروری ہے تاکہ یہ روحانی کانٹے ہمارے اصلی گھر یعنی جنت تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ بنیں۔ لہٰذا گناہوں سے توبہ بھی کریں اور اہل اللہ کی صحبت بھی اختیار کریں۔ (پیام سلامتی)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بے ضرر اور مجسمۂ راحت بن کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

# سیرتِ طیبہ پر عمل کرنا ہی میلاد منانا ہے

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے ایک خطاب سے انتخاب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تذکرہ اتنی بڑی سعادت ہے کہ اس کے برابر کوئی سعادت نہیں ہوسکتی... لیکن ہمارے معاشرے میں آپ کے مبارک تذکرہ کو صرف 12 ربیع الاول کے ساتھ مخصوص کردیا گیا ہے... کہا جاتا ہے کہ 12 ربیع الاول کو... چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی... اس لیے آپ کا یوم ولادت منایا جائے گا۔

اس میں کسی مسلمان کو شبہ نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیا میں تشریف لانا... انسانی تاریخ کا اتنا عظیم ومبارک واقعہ ہے کہ اس سے زیادہ عظیم اس سے زیادہ پرمسرت اس سے مبارک ومقدس واقعہ اس روئے زمین پر پیش نہیں آیا۔ اگر اسلام میں کسی کی یوم پیدائش منانے کا کوئی تصور ہوتا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم پیدائش سے زیادہ کوئی دن اس بات کا مستحق نہیں تھا کہ اس کو منایا جائے۔ لیکن نبوت کے بعد آپ 23 سال اس دنیا میں تشریف فرما رہے، ہر سال ربیع الاول کا مہینہ آتا تھا لیکن نہ صرف یہ کہ آپ نے 12 ربیع الاول کو یوم پیدائش نہیں منایا' بلکہ کسی صحابی کے حاشیہ خیال میں بھی یہ نہیں گزرا کہ چونکہ 12 ربیع الاول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے اس لیے اس کو خاص طریقے سے منانا چاہیے۔

یوم پیدائش منانے کا یہ تصور ہمارے یہاں عیسائیوں سے آیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش کرسمس کے نام سے 25 دسمبر کو منایا جاتا ہے۔ تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے تقریباً تین سو سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش منانے کا کوئی تصور نہیں تھا لیکن تین سو سال کے بعد لوگوں نے یہ بدعت شروع کی۔

مغربی ممالک میں جب کرسمس کا دن آتا ہے تو اس میں کیا طوفان برپا ہوتا ہے۔ اس ایک دن میں اتنی شراب پی جاتی ہے کہ پورے سال اتنی شراب نہیں پی جاتی۔ اس ایک دن میں اتنے حادثات ہوتے ہیں کہ پورے سال میں اتنے حادثات نہیں ہوتے۔

اسی ایک دن میں عصمت دری اتنی ہوتی ہے کہ پورے سال اتنی نہیں ہوتی اور یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کے نام پر ہورہا ہے۔

اللہ تعالیٰ انسان کی نفسیات اور اس کی کمزوریوں سے واقف ہیں اللہ تعالیٰ یہ جانتے تھے کہ اس کو ذرا سا شوشہ دیدیا گیا تو یہ بات کو کہاں سے کہاں پہنچائے گا۔ اس واسطے کسی کے دن منانے کا کوئی تصور ہی نہیں رکھا۔ جس طرح کرسمس کے ساتھ ہوا' اسی طرح یہاں بھی ہوا کہ کسی بادشاہ کے دل میں خیال آگیا کہ جب عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم پیدائش مناتے ہیں تو ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم پیدائش کیوں نہ منائیں؟ شروع میں یہاں بھی یہی ہوا کہ میلاد ہوا، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بیان ہوا اور کچھ نعتیں پڑھی گئیں لیکن



سیرت طیبہ منانے کی نہیں پوری زندگی ہر لمحہ اپنانے کی چیز ہے

اب آپ دیکھ لیں کہ نوبت کہاں تک پہنچ چکی ہے۔

اس میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ سب کچھ دین کے نام پر ہو رہا ہے۔ حالانکہ یہ طریقہ اسلام کا طریقہ نہیں ہے اور اگر اس طریقے میں خیر و برکت ہوتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس سے چوکنے والے نہیں تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ نہ جلوس ہے نہ جلسہ ہے نہ چراغاں ہے نہ سجاوٹ ہے لیکن ایک چیز ہے وہ یہ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ زندگیوں میں رچی ہوئی ہے۔ ان کا ہر دن سیرت طیبہ کا دن ہے ان کا ہر کام سیرت طیبہ کا کام ہے۔ چونکہ وہ جانتے تھے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ اپنا دن منوائیں اور اپنی تعریفیں کرائیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا منشاء وہ ہے جو قرآن کریم میں بتایا گیا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے پاس بہترین نمونہ بنا کر بھیجا ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو۔ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتا ہو۔ (سورہ احزاب)

## ہر شعبہ کے لیے بہترین نمونہ

اگر تم باپ ہو تو یہ دیکھو کہ حضرت سیدہ فاطمہ کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے؟

اگر تم شوہر ہو تو یہ دیکھو کہ عائشہ خدیجہ رضی اللہ عنھن کے شوہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے؟

اگر تم حاکم ہو تو یہ دیکھو کہ مدینہ منورہ کے حاکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح حکومت کی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت بھی کی زراعت بھی کی۔ مزدوری بھی کی۔ سیاست بھی کی... معیشت بھی کی زندگی کا کوئی شعبہ نہیں چھوڑا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات نمونہ کے طور پر موجود نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہ نور ہے جس کے ذریعے تم کتاب مبین پر صحیح صحیح عمل کر سکو گے اور اس نمونہ کے بغیر تمہیں صحیح طرح عمل کرنے میں دشواری ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے مبعوث فرمایا کہ آپ کی تعلیمات کا نور کتاب اللہ کی عملی تشریح کرے گا اور اب ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ایک مکمل اور کامل نمونہ بنا دیا' یہ ایسا نمونہ ہے کہ انسانیت اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ یہ نمونہ اس لیے بھیجا کہ تم اس کو دیکھو اس کی نقل اُتارو۔

پس تم اس نمونے کو دیکھو اور اس کی پیروی کرو۔ اسی مقصد کے لیے ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے۔ اس لیے نہیں بھیجا کہ آپ کا یوم پیدائش منایا جائے۔ اس لیے نہیں بھیجا کہ آپ کا جشن منا کر یہ سمجھ لیا جائے کہ ہم نے ان کا حق ادا کر دیا' بلکہ اس لیے بھیجا کہ ان کی ایسی اتباع کرو جیسی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتباع کر کے دکھائی۔

آج ہم بھی ایک کام کا عہد کریں کہ ہم اس بات کا جائزہ لیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی سنت پر عمل کر رہے ہیں اور کونسی سنت پر عمل نہیں کر رہے ہیں... اور کونسی سنت ایسی ہے جس پر ہم فوراً عمل شروع کر سکتے ہیں اور کونسی سنت ایسی ہے جس میں تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔ لہٰذا جو سنت ایسی ہے جس پر ہم فوراً عمل شروع کر سکتے ہیں... وہ آج سے شروع کر دیں اور اس کا اہتمام کریں.. اگر چھوٹے چھوٹے کام سنت کا لحاظ کرتے ہوئے کر لیے جائیں... بس اللہ تعالیٰ کی محبوبیت حاصل ہونے لگے گی اور جب سراپا اتباع بن جاؤ گے تو کامل محبوب ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے آمین

# اہل علم کیلئے قیمتی جواہرات

مرسلہ: مولانا عمر فاروق
پشاور

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا ایک بات اہل علم کے کام کی بتلاتا ہوں کہ دین پر عمل کرنے کا مدار سلف صالحین کی عظمت پر ہے اس لئے حتی الامکان ان پر اعتراض کی آنچ نہ آنے دینا چاہیے۔ (الافاضات)

● مولوی ہونا کوئی خوشی کی بات نہیں دیندار ہونا خوشی کی بات ہے۔ (حریدالمجید)

● علم اور اس کے ساتھ محبت کی بڑی ضرورت ہے محبت سے واقفیت بھی ہوتی ہے بڑی ضرورت ہے شیخ کی نری کتابیں کافی نہیں۔ (حسن العزیز)

● علماء کا ہمیشہ غریب ہی رہنا اچھا ہے جس قوم اور جس مذہب کے علماء امیر ہوئے وہ مذہب برباد ہو گیا۔ (حسن العزیز)

● دو چیزیں اہل علم کے واسطے بہت بری معلوم ہوتی ہیں حرص اور کبر، یہ ان میں نہیں ہونا چاہیے۔ (حسن العزیز)

● مناسب ہے کہ پنسل اور کاغذ جیب میں پڑا رہے جس وقت جو مضمون ذہن میں آئے اس کا اشارہ لکھ لیا جائے پھر دوسرے وقت ان میں ترتیب دے لی جائے چنانچہ میری جیب میں پنسل اور کاغذ پڑا ہے ورنہ بعض مضامین ذہن میں آتے ہیں اور پھر نکل جاتے ہیں۔ (حسن العزیز)

● فرمایا دو باتیں مجھے بہت ناپسند ہیں ایک تو تقریر میں لغت بولنا دوسرے تحریر میں شکستہ لکھنا کیونکہ تحریر و تقریر سے مقصود افہام ہوتا ہے اور یہاں ابہام ہو جاتا ہے۔ (حسن العزیز)

● جب تک آدمی دین کا پابند نہ ہو اس کی کسی بات کا بھی اعتبار نہیں کیونکہ اس کا کوئی کام حدود کے اندر تو ہوگا نہیں دوستی ہوگی تو حدود سے باہر دشمنی ہوگی تو حدود سے باہر ایسا شخص سخت خطرناک ہوگا۔ ہر چیز کو اپنے درجہ میں رکھنا بڑا کمال ہے آج کل اکثر علماء و مشائخ میں اسی کی کمی ہے کوئی چیز ان کے یہاں اپنے درجہ پر نہیں۔ (الافاضات)

● میں تو اپنے دوستوں کو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو کسی دینی مدرسہ میں درس و تدریس کا موقع نصیب فرمائیں تو انتظام و اہتمام کو اپنے لئے قبول نہ کریں کیونکہ دونوں میں تضاد ہے مدرس اور علمی خدمت کرنے والوں کے لئے یہی زیبا ہے کہ اپنے اسی شغل میں رہیں مقامی اور ملکی سیاست سے یکسو رہیں۔ (مجالس حکیم الامت)

● جس شخص کی طبیعت میں تمم ہوتا ہے اس سے کوئی کام نہیں ہوتا۔ (ملفوظات)

● فرمایا چھوٹی جگہ میں رہ کر کام زیادہ ہو سکتا ہے کیونکہ وقت فراغت زیادہ ملتا ہے اور بڑی جگہ میں رہ کر چھوٹا کام بھی نہیں کر سکتا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ زیادہ وقت لوگوں کی دلجوئی میں گزرتا ہے اس وقت تک جو کام ہوا ہے یہ سب اسی جگہ کی برکت ہے کام تو گمنامی ہی میں ہوتا۔ (التبلیغ خیر الارشاد)

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دیں آمین

# ایک عورت کی قربانی نے ولی کامل بنادیا

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اپنی توبہ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں بہت امیر کبیر شخص تھا اور بصرہ کی گلیوں میں غریب لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے اچانک بازار میں ایک حسین وجمیل عورت کو دیکھا تو دیکھتے ہی رہ گیا۔ اس عورت نے کہا تجھے شرم نہیں آتی؟ میں نے کہا کس سے شرم؟ وہ کہنے لگی اس رب سے جو آنکھوں کی خیانت کو اور دلوں کے پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔

پھر اس نے پوچھا تم مجھے کیوں بار بار دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا اچھا یہ بات ہے تو تم اسی جگہ انتظار کرو۔ پھر وہ گھر چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس کے گھر سے خادمہ نکلی جس کے ہاتھ میں طشت ہے۔ جب میں نے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو اس میں دو خون آلود آنکھیں تھیں۔

اس عورت نے اپنی آنکھیں نکال کر دیدیں کہ ان کی وجہ سے ایک نوجوان کا دل دین سے دور ہوا ہے۔

طشت میں ایک کاغذ تھا جس پر لکھا تھا مجھے ایسی آنکھوں کی ضرورت نہیں جس سے ایک مرد کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔ یہ عورت بھی اسی اُمت کی ہے جس کی قربانی سے ایک شخص ولی کامل بن گیا۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ میں زاروقطار روتا رہا اور گھر جا کر بھی پوری رات روتا رہا۔ فجر کی اذان ہوئی تو اچانک خیال آیا کہ اس برگزیدہ عورت کا شکریہ تو ادا کروں جس نے میرے دین کیلئے اور مجھے فتنہ سے بچانے کے لیے اپنی آنکھیں قربان کر دیں۔

میں اس کے گھر گیا، جونہی اس کے دروازے پر پہنچا تو گھر سے اسی خاتون کا جنازہ نکل رہا تھا۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت توبہ کر لی اور قرب خداوندی کی منازل طے کرنا شروع کر دیں۔

پھر وہ دور بھی آیا کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا تقویٰ دیکھئے۔ ایک دن ایک شخص نے آ کر کہا کہ حضرت! آپ جانتے ہیں کہ جہنم سے جو آخری شخص نکالا جائے گا وہ "یاحَنَّانُ یا مَنَّانُ" پڑھتا ہوا نکلے گا۔

حضرت! یہ سن کر فرمانے لگے کاش! وہ شخص میں ہوتا۔ کہنے والے نے پوچھا حضرت! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟

فرمایا: تم میری بات نہیں سمجھے، جب وہ شخص جہنم سے نکالا جائے گا تو کم از کم نکلنے کی ضمانت تو ہے۔ اس سے یہ تو پتہ چلتا ہے کہ اس کی موت ایمان پر ہوگی مجھے تو اپنے ایمان کی فکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں پر کوئی خوف اور ڈر نہیں ہے۔ حالانکہ وہ ڈرتے ہیں، فرق کیا ہے؟ وہ ایک اللہ سے ڈرتے ہیں کسی دوسرے سے نہیں ڈرتے۔ ہم اس ایک سے نہیں ڈرتے، اسی لیے ہر ایک سے ڈرتے ہیں۔

# حقیقی محبتِ رسول ﷺ...... اتباعِ سنت ہے

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ: ایک دن حسب معمول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ.... عہد نبوت کی باتیں سنا رہے تھے.... حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا "یا شیخ کیا کبھی آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک بھی چھوا ہے"....فرمایا: "ہاں" اتنا سن کر ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں محبت کا طوفان اُٹھا... سوز عشق کی بیقراری انتہا کو پہنچی.... آپ دیوانہ وار حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دینے لگے کہ یہ وہ ہاتھ ہے.... جس نے اُس پاک ذات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو مس کیا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ)

## سنت کی برکات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:... بزرگوں کی کرامتوں میں سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ شریعت پر کون کتنا زیادہ چلتا ہے جتنا درجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متابعت میں زیادہ ہے۔ اتنا ہی درجہ اس کی بزرگی کا ہے... رات بھر جاگ کر عبادت کرنا اور ہے... اور ایک لمحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع بہت بلند چیز ہے... فرمایا کہ بیت الخلاء میں جانے کی دعا ہزاروں نفلی عبادتوں سے بہتر ہے... اس میں نور اور برکت ہی اور ہے۔

## سنت کے تذکرے

فرمایا:...... حیات طیبہ کے تذکرہ کیلئے صرف ایک مہینہ مقرر نہ کریں.... ہر مہینہ..... ہر ہفتہ محفلیں..... وعظ اور سیرت کی مقرر کرکے اہتمام سے کرائیں اور سنت کے مطابق.... درود کی کثرت کریں... اور عمل کی اللہ سے توفیق مانگیں... اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر جو قدم ہمارا پڑے گا... دین مضبوط ہوگا۔

## سنتوں کی ترغیب دینے کا طریقہ

فرمایا:..... اگر تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ بدعتوں کو چھوڑ دیں اور صرف سنت طریقوں کو اپنائیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ صرف اس معاملہ اور کام میں یہ بیان کرو کہ اس میں سنت یہ ہے اور اگر اس سنت پر عمل کیا گیا تو یہ اچھائیاں ہیں.. اور اگر خدانخواستہ اس سنت کو ترک کردیا گیا تو پھر یہ خرابیاں ہیں.. اگر تم نے اس طریقے کو اپنالیا تو ان شاء اللہ تم دیکھو گے کہ کچھ ہی عرصے میں لوگوں کے اندر ایک انقلاب پیدا ہو جائے گا... اور وہاں جو بدعت رائج تھی... وہ رفتہ رفتہ اپنی موت آپ مر جائے گی... اور اس کی جگہ سنت جاری ہو جائے گی۔

## اہتمام سنت

فرمایا:...... یقین کیجئے کہ عبادت کا جو طریقہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم... اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اختیار نہیں کیا... وہ دیکھنے میں کتنا ہی دلکش اور بہتر نظر آئے... وہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اچھا نہیں۔

## سنت اور بدعت

آخرت کے عمل کے مناسب سعی وہی ہے... جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے... ذکر اللہ ہو... تلاوت... حج... نماز... روزہ ساری طاعتیں اگر سنت سے ہٹ کر کی گئیں وہی بدعت ہیں... وہی ضلالت اور گمراہی ہیں... (مجلس مفتی اعظم)



اتباعِ سنت کی نیت و اہتمام سے پوری زندگی کو عبادت بنایا جاسکتا ہے۔

# اسلامی بھائی چارہ

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے ایک اصلاحی خطاب سے انتخاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہ تو مسلمان کسی دوسرے مسلمان پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو دشمنوں کے حوالے کرتا ہے۔ یعنی نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔

جو شخص اپنے کسی بھائی کی کسی ضرورت کے پورا کرنے میں لگا ہوا اس کا کوئی کام کر رہا ہو۔ تو جب تک وہ اپنے بھائی کا کام کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے کام بناتے رہیں گے۔ اور اس کی حاجتیں پوری کرتے رہیں گے۔ مزید فرمایا

اور جو شخص کسی مسلمان سے کسی تکلیف یا مشقت کی بات دور کرے۔ یعنی وہ کوئی ایسا کام کرے جس سے کسی مسلمان کی مشکل آسان ہو جائے۔ اور اس کی دشواری دور ہو جائے تو اس دور کرنے والے پر قیامت کے روز جو سختیاں آنے والی تھیں اللہ تعالیٰ ان سختیوں میں سے ایک سختی کو اس سختی کے مقابلے میں دور فرما دیتے ہیں۔

اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے۔ مثلاً کسی مسلمان کے ایک عیب کا پتہ چل گیا کہ اس کے اندر فلاں عیب ہے یا فلاں خرابی ہے، یا فلاں گناہ کے اندر مبتلا ہے اب یہ شخص اس عیب کی پردہ پوشی کرے، اور دوسروں تک اس کو نہ پہنچائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے اور اس کے گناہوں کو ڈھانپ دیں گے۔

یہ بڑی جامع حدیث ہے اور متعدد جملوں پر مشتمل ہے۔ جس میں سے ہر جملہ ہماری اور آپ کی توجہ چاہتا ہے ان پر غور کرنے اور انکو اپنی زندگی کا دستور بنانے کی ضرورت ہے۔

## ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں

اسی بات کو قرآن کریم کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے بڑے پیارے انداز میں بیان فرمایا کہ:

يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا. اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (سورۃ الحجرات ۱۳)

اس آیت میں پوری انسانیت کا بڑا عجیب منشور بیان فرمایا، فرمایا کہ اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، یعنی تم سب کا سلسلہ نسب ایک مرد اور ایک عورت یعنی حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ تم سب کے باپ ایک ہیں یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور تم سب کی ماں ایک ہیں۔ حضرت حواؑ جب سب انسانوں کے باپ ایک، سب انسانوں کی ماں ایک تو پھر کسی کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں۔ پھر ایک سوال پیدا ہوا کہ جب تمام انسان ایک باپ اور ایک ماں کی اولاد ہیں تو اے اللہ! آپ نے مختلف خاندان اور مختلف قبیلے کیوں بنائے؟ کہ یہ فلاں قبیلے کا ہے۔ یہ فلاں خاندان کا ہے یہ فلاں گروہ کا ہے یہ

فلاں نسل کا ہے یہ فلاں زبان بولنے والا ہے اللہ تعالیٰ نے جواب دیا لتعارفوا یعنی یہ الگ الگ خاندان قبیلے اس لئے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، اگر سب انسان ایک زبان بولنے والے، ایک وطن ایک نسل ایک خاندان کے ہوتے تو ایک دوسرے کو پہچاننا مشکل ہو جاتا۔

مثلاً تین آدمی ہیں اور تینوں کا نام عبداللہ ہے تو اب تم پہچان کرنے کے لئے ان کے ساتھ نسبتیں لگا دیتے ہو کہ یہ عبداللہ کراچی کا رہنے والا ہے یہ لاہور کا اور یہ پشاور کا رہنے والا ہے اس طرح ان قبیلوں ان نسبتوں اور شہروں کے اختلاف سے ایک دوسرے کی پہچان ہو جاتی ہے۔ بس اسی غرض کے لئے ہم نے مختلف شہر اور مختلف زبانیں بنائیں۔ ورنہ کسی کو کسی پر فوقیت اور فضیلت نہیں ہے۔

ہاں صرف ایک چیز کی وجہ سے فضیلت ہو سکتی ہے وہ ہے "تقویٰ" جس کے اندر تقویٰ زیادہ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ کریم اور زیادہ شریف ہے چاہے بظاہر وہ نچلے خاندان سے تعلق رکھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی قیمت بہت زیادہ ہے۔

## موجودہ دور کا ایک عبرت آموز واقعہ

جس دور سے ہم گذر رہے ہیں۔ یہ دور ایسا آ گیا ہے کہ اس میں انسانیت کی قدریں بدل گئیں۔ انسان انسان نہ رہا۔ ایک وقت وہ تھا کہ اگر کسی انسان کو چلتے ہوئے ٹھوکر بھی لگ جاتی اور وہ گر پڑتا تو دوسرا انسان اس کو اٹھانے کے لئے اور کھڑا کرنے کے لئے اور سہارا دینے کے لئے آگے بڑھتا۔ اگر سڑک پر کوئی حادثہ پیش

> جس دن لوگوں کو یہ بات سمجھ آ گئی کہ مخلوق سے محبت خالق تک لے جاتی ہے اس دن روئے زمین پر امن قائم ہو جائیگا۔

آ جاتا تو ہر انسان آگے بڑھ کر اس کی مدد کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ لیکن آج ہمارے اس دور میں جو صورت ہو چکی ہے اس کو میں اپنے سامنے ہونے والے ایک واقعہ کے ذریعے بیان کرتا ہوں کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک گاڑی ایک شخص کو ٹکر مارتے ہوئے چلی گئی۔ اب وہ شخص ٹکر کھا کر چاروں شانے چت سڑک پر گر گیا۔ اس واقعہ کے بعد بیس، پچیس گاڑیاں وہاں سے گذر گئیں۔ ہر گاڑی والا جھانک کر اس گرے ہوئے شخص کو دیکھتا۔ اور آگے روانہ ہو جاتا۔

کسی اللہ کے بندے کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ گاڑی سے اتر کر اس کی مدد کرتا، اس کے باوجود آج کے لوگوں کو اپنے بارے میں مہذب اور شائستہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ اسلام تو بہت آگے کی چیز ہے۔

لیکن ایسے موقع پر ایک انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اتر کر دیکھ تو لے کہ اس کو کیا تکلیف پہنچی ہے۔ اور اس کی جتنی مدد کر سکتا ہے کر دے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں فرما دیا کہ ایک مسلمان یہ کام نہیں کر سکتا کہ وہ دوسرے مسلمان کو اس طرح بے یار و مددگار چھوڑ کر چلا جائے۔ بلکہ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اگر وہ دوسرے مسلمان کو کسی مصیبت میں گرفتار پائے یا کسی پریشانی یا مشکل میں دیکھے تو حتی الامکان اس کی اس پریشانی اور مصیبت کو دور کرنے کی کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دیں آمین۔



غریب مہمان آ جائے تو قرض لے کر بھی تکلف کرو۔ (امام غزالی رحمہ اللہ)

# یہ ہے قبولیت!

مولانا مفتی سلمان
منصور پوری مدظلہ

ایک مرتبہ ہارون رشید اپنے لاؤ ولشکر کے ساتھ شہر "رقہ" میں مقیم تھے، اسی دوران امام وقت عبداللہ ابن المبارک رحمہ اللہ بھی "رقہ" میں رونق افروز ہوئے، ان کے استقبال کے لئے سارا شہر اُمڈ پڑا، بھیڑ کی کثرت کی وجہ سے راستے ٹوٹے ہوئے جوتوں اور چپلوں سے پٹ گئے، اور پورے شہر کی فضا گرد آلود ہوگئی، ہارون رشید کی ایک باندی شاہی محل کے جھروکے سے یہ منظر دیکھ رہی تھی، اس نے لوگوں سے پوچھا: یہ ماجرا کیا ہے؟

لوگوں نے بتایا کہ آج خراساں کے ایک بڑے عالم عبداللہ ابن المبارک رحمہ اللہ نے اپنی تشریف آوری سے اس شہر کو رونق بخشی ہے، ان کی زیارت و استقبال کے لئے یہ عظیم مجمع اکٹھا ہوا ہے، باندی یہ سن کر بے اختیار بول اٹھی:

"اللہ کی قسم یہ ہے بادشاہت! ہارون رشید کی بادشاہت کچھ نہیں جس کے لئے فوج اور سپاہیوں کے ذریعہ مجمع لگایا جاتا ہے"۔ (مقدمہ کتاب الزہد)

انہی عبداللہ ابن المبارک رحمہ اللہ کا یہ واقعہ ہے ان کی عظمت ورفعت صرف عوام ہی کے دلوں میں نہ تھی بلکہ ان کے بارے میں بڑے بڑے ہم عصر علماء اور محدثین نے ایسے شاندار کلمات ارشاد فرمائے ہیں جو اسلامی تاریخ میں خال خال افراد ہی کو نصیب ہوئے ہیں۔ سفیان ثوری جیسے جلیل القدر محدث وہ کہتے ہیں کہ "میں پوری عمر اس آرزو میں رہا کہ کاش میری زندگی کا کوئی ایک سال عبداللہ ابن المبارکؒ کی طرح گذر جائے مگر میں تین روز بھی ان کی طرح گذارنے پر قادر نہ ہوسکا"۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا بیان ہے "ہمارے علم میں عبداللہ ابن المبارک رحمہ اللہ کے زمانہ میں کوئی ان سے زیادہ برتر، اور ان سے زیادہ اوصاف حمیدہ کا جامع نہیں تھا"۔

الغرض علماء سلف وخلف ان کی جلالت شان پر متفق ہیں اور ہر شخص دل سے ان کا احترام کرتا نظر آتا ہے۔

عبداللہ ابن المبارکؒ اور ان جیسے اپنے زمانہ کے مقبول ومحبوب علماء اور صلحاء کے حالات وواقعات دیکھ کر بعد کے لوگوں میں بھی یہ خواہش انگڑائی لیتی ہے کہ لوگ ان کا بھی اسی طرح احترام کریں جیسا عبداللہ ابن المبارکؒ وغیرہ کا کیا کرتے تھے۔ ہر شخص دل سے ان کا مطیع اور تابع فرمان بن جائے۔

جب ابتداء ہی سے ہم اپنا ذہن یہ بنالیتے ہیں تو جہاں بھی ہماری دلی خواہش کی تکمیل میں رخنہ پڑتا ہے تو ہم ناراض ہوجاتے ہیں، ہمارے چہرے کا رنگ متغیر ہوجاتا ہے اور دل ہی دل میں سخت اذیت محسوس ہوتی ہے مگر ان کیفیات کے باوجود ہم مقبولیت کے مقام سے کوسوں دور رہتے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی زندگی کو پہلے ان صفات میں ڈھالا نہیں جن پر انسان کی مقبولیت کا مدار ہے۔ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ جس طرح بغیر سہارے کے کسی بلند چھت پر چڑھنا محال ہے اسی طرح اچھی صفات اختیار کئے بغیر مقام مقبولیت کی گرد پانا بھی مشکل ہے۔ (دعوت عمل)



برکت کی تشریح یہ ہے کہ آمدنی باعث راحت ہو... ڈاکٹر وکیل پر خرچ نہ ہو

# پُرسوز پُرنم تِلاوت کیجئے

حدیث شریف میں ہے کہ رات کی تنہائیوں میں اُٹھ اُٹھ کر رویا کرو۔ فان لم تبکوا فتباکوا کہ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنا لیا کرو۔

حضرت شیخ بابا گنج شکر فرید رحمۃ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! اگر کسی کو رونا نہ آئے تو وہ کیا کرے؟

آپ نے فرمایا پھر وہ اپنی قسمت پر روئے۔

علامہ ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ نے فرمایا:

"لا خیر فی عین لا تبکی من خشیۃ اللہ"

کہ اس آنکھ میں کوئی بھلائی نہیں جو اللہ کے خوف سے نہ روئے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں جہاں بارش ہوتی ہے اور پانی چلتا ہے وہاں سبزہ اُگتا ہے اور جہاں آنسو بہتے ہیں وہاں اللہ کی رحمت برستی ہے۔ ایک حدیث شریف سنئے جو انسان پر کپکپی طاری کر دیتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی لٹکتی ہوئی رسی ہے جس کا ایک سرا تمہارے ہاتھ میں ہے اور دوسرا رب کے ہاتھ میں ہے تو قرآن کریم ڈائریکٹ فیض دیتا ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے اپنے ایک ملنے والے کو خط میں لکھا۔ قرآن کریم پڑھا کرو اگر تمہیں ترجمہ نہیں بھی آتا تو صرف تلاوت ہی کر لیا کرو کہ تلاوت کرنے والے کے دل کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے جڑ جاتا ہے۔

ایک بوڑھے شخص کا قصہ ہے کہ تدفین کے بعد کسی ضرورت کے تحت جب اس کی قبر کھودی گئی تو وہاں خوشبو تھی اور پھول بکھرے ہوئے تھے اور کفن بھی جوں کا توں صحیح سلامت تھا، دیکھنے والوں کو بڑی حیرت ہوئی، وہ اس کی بوڑھی بیوہ کے گھر پہنچے۔ اس سے پوچھا کہ اس کا کونسا نیک عمل تھا؟ بیوہ نے بتایا کہ بظاہر تو اس کا کوئی نیک عمل نہیں تھا۔

وہ اَن پڑھ دیہاتی تھا ہاں قرآن کریم سے بہت محبت رکھتا تھا۔ روزانہ جب صبح کی نماز پڑھنے جاتا تو نماز کے بعد جب لوگ تلاوت کرتے تو اسے بہت حسرت ہوتی کہ کاش! مجھے بھی قرآن پڑھنا آتا تو میں بھی اس طرح تلاوت کرتا۔ وہ بوجھل قدموں سے گھر آتا اور قرآن کریم کو کھولتا اور ہر سطر پر انگلی پھیرتا اور کہتا میرے مالک! مجھے پتا نہیں کہ یہ کیا لکھا ہے لیکن یہ سچ ہے اور تیرا کلام ہے۔

تو وہ ہر سطر پر اُنگلی پھیرتا اور کہتا جاتا کہ یہ بھی حق ہے یہ بھی حق ہے۔ تو آج اس کی قبر سے جو خوشبو آرہی ہے وہ اسی قرآن کریم کی محبت کا نتیجہ ہے۔

## صحبت کا اثر

بوعلی سینا نے قانون میں تحریر کیا ہے کہ "برائی بہت دور سے اثر کرتی ہے، اس طرح کہ اگر ایک کے اخلاق بُرے ہیں اور ایک کے اخلاق اچھے ہیں، اور ایک مشرق میں ہے اور ایک مغرب میں ہے... اور وہ دونوں خط مستوی پر آجائیں، تو غلط اخلاق والے کا اثر اچھے اخلاق والے پر پڑے گا۔ اسی لئے بُری صحبت سے بچنے کو کہا جاتا ہے، کیونکہ اس کا اثر ضرور پڑتا ہے۔"

(نورانی محفلیں)



جس کام میں خود غرضی آجائے اُس سے برکت اُٹھ جاتی ہے

# اُمت پر مصائب کب آتے ہیں؟

کسی جگہ کے مسلمان دین پر عمل کر سکتے ہوں لیکن اپنی غفلت کی وجہ سے عمل نہ کریں۔

نماز پڑھ سکتے ہوں لیکن نہ پڑھیں، روزہ رکھ سکتے ہوں لیکن نہ رکھیں۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کر سکتے ہوں لیکن نہ کریں تو اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہیں کہ حالات ایسے پیدا فرما دیں کہ وہ اپنے دین پر عمل کرنا چاہیں گے لیکن کر نہ سکیں گے۔ وہ مساجد میں نمازیں پڑھنا چاہیں گے لیکن پڑھ نہ سکیں گے۔ وہ روزہ رکھنا چاہیں گے لیکن نہ رکھ سکیں گے۔ وہ شرعی ڈاڑھی رکھنا چاہیں گے لیکن نہ رکھ سکیں گے۔

آج اُمت مسلمہ کی جو حالت ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت رہی لیکن جب وہ دین سے غافل ہو گئے تو آج ان کی اسلامی تاریخ تک مٹ چکی۔ مساجد شہید کر دی گئیں کچھ مسلمان مقابلہ میں شہید ہو گئے کچھ ہجرت کر کے اِردگرد چلے گئے کچھ مسلمان عیسائی ہو گئے۔ اس طرح مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ تاریخ ختم ہو کر رہ گئی۔

کشمیر میں مسلمانوں کی وہ مساجد جہاں نمازیں ادا کی جاتی تھیں وہاں گھوڑوں کے اصطبل بنا دیئے گئے۔ کتنی ماؤں، بہنوں کی عزت تار تار کی گئی اور وہ زبردستی دین سے دور کر دیئے گئے۔

آج مسلمانوں پر کسی بھی علاقہ میں ظلم و ستم ہو تو ہم اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ ہم پر کوئی افتاد پڑی تو پوری دنیا ہمارے لیے اُٹھ کھڑی ہو گی۔ نہیں نہیں کوئی کچھ نہیں کر سکے گا۔ آج ہمارے پاس مہلت ہے کہ ہم دین کے وفادار بن کر اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کو اپنے ساتھ کر لیں کہ حالات کو پھیرنے والی وہی تنہا ذات ہے۔ اس کی حفاظت کے بغیر کوئی جائے پناہ نہیں۔ اس لئے ہم سب یہ عہد کریں کہ ہم دین کے وفادار بن کر رہیں اور دین پر عمل کرنے کی اس آزادی کو نعمت سمجھیں اور اس کی قدر کریں ورنہ اندلس اور دیگر علاقوں کی تاریخ ہمارے لئے عبرت کا تازیانہ ہے۔ کاش! ہم عبرت پکڑیں اور بُرے وقت سے پہلے پہلے اپنی اصلاح کر لیں۔

## پلکیں بھی کتنی بڑی نعمت ہیں..... عبرت انگیز واقعہ

مصر میں مقیم ایک کروڑ پتی شخص نے اپنی آنکھوں کی پلکوں کے عوض اپنی ساری دولت دینے کی درخواست کر دی۔ مصر میں ایک نہایت مالدار شخص جس کا سونے کا کاروبار تھا اسے اللہ تعالیٰ نے ایسی آزمائش میں مبتلا کر دیا کہ تمام معالجین عاجز آ گئے۔ ہوا یہ کہ اس کی آنکھوں کی پلکیں جھڑ گئیں جس سے اس کا چہرہ انتہائی بدنما ہو گیا۔
بالآخر معالجین نے مصنوعی پلکیں بنا کر دیں جنہیں صبح چپکا دیا جاتا اور رات کو اُتار لیا جاتا۔ لیکن وہ مالدار ان مصنوعی پلکوں سے بھی ایسا عاجز تھا کہ وہ کہا کرتا کہ اگر کوئی میری ساری دولت لے کر بھی مجھے قدرتی پلکوں کا تحفہ دیدے تو میں اس کیلئے بھی تیار ہوں۔ ہمارا اس طرف کبھی دھیان ہی نہیں جاتا کہ چہرہ کی خوبصورتی میں پلکوں کا کیا کردار ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی کس قدر عظیم نعمت ہیں۔ سبحان تیری قدرت!

# اللہ دیکھ رہا ہے

دنیا میں دو نعمتیں انمول ہیں جن میں ایک رزق اور دوسرا امن ہے...اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں نعمتیں اپنے قبضہ قدرت میں رکھی ہیں کہ جن افراد یا اقوام کو نوازنا ہوتا ہے انہیں یہ دونوں نعمتیں بیک وقت عطا فرماتے ہیں...اگر رزق کی فراوانی ہو لیکن امن نہ ہو تو ایسا رزق مزید بدامنی کا ذریعہ بنے گا۔
اور اگر امن ہو لیکن رزق کی تنگی ہو تو ایسا امن بھی زیادہ عرصہ برقرار نہیں رہ سکتا...معاشرہ میں امن وسکون برقرار رکھنے میں یہ عقیدہ بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے...

ایک مسلمان اچھے اعمال بجا لاتا ہے تو وہ یہ سوچ کر خوش ہوتا ہے کہ میرا مالک مجھے دیکھ رہا ہے... یہی نظریہ اسے بُرے کاموں سے بچاتا ہے...آج غیر مسلم اقوام جن کا یہ عقیدہ نہیں وہ ہر سال لاکھوں روپے کا بجٹ صرف اس پر خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو کیمروں کے ذریعے کنٹرول کیا جائے جب دل میں اللہ کا خوف نہ ہو اور یہ عقیدہ نہ ہو کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے تو پھر کیا حالت ہوتی ہے سنئے...

امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا میں صرف چوری کو روکنے کیلئے اتنا بجٹ خرچ کیا جاتا ہے کہ وہ پاکستان کے بجٹ سے دس گنا زیادہ ہوتا ہے چونکہ دل میں خدا خوفی نہیں اس لئے صرف کیمروں کی آنکھوں نے انہیں مہذب بنا رکھا ہے...ایک مرتبہ چند منٹ کیلئے بجلی بند ہوئی تو کئی ارب ڈالر کا مال ان نام نہاد مہذب لوگوں نے چوری کرلیا...آج بھی ہمارے ہاں بڑے دفاتر اور سٹوروں میں کیمروں کے ذریعے نگرانی کی جاتی ہے...ان کیمروں کو دیکھ کر انسان سوچے کہ یہ کیمرے مجھے صرف اس وقت دیکھتے ہیں جبکہ میں ان کے سامنے ہوں اور وہ کیمرے کام بھی کررہے ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہمہ گیر ہے جو کہ علیم بھی ہے سمیع بھی اور علیم بذات الصدور بھی ہے جو صرف انسان کی ظاہری حرکات وسکنات کو ہی نہیں دیکھ رہا بلکہ اس کے دلی خیالات' نظریات اور پروگراموں کو بھی جانتا ہے بندہ یہ سوچے کہ اس وقت مجھے دنیا کی کوئی آنکھ نہ دیکھ رہی ہو لیکن اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے جس کو دنیا و آخرت کی حفاظت اور نگہبانی تھکاتی نہیں جو نگرانی کیلئے کسی بھی چیز کا محتاج نہیں...

اللہ والوں پر اس کا خوف ہر وقت طاری رہتا ہے ہمارے حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ مہاجر مدنی رحمہ اللہ جو کہ خود بلند پایہ بزرگ تھے...اُن کے کلینک کے زنانہ حصہ میں یہ تین درج ذیل جملے آویزاں تھے...

1 ...اللہ تعالیٰ یہاں موجود ہے...

2 ...اللہ تعالیٰ اس وقت ہمیں دیکھ رہا ہے...

3 ...اللہ تعالیٰ کو ہمارے دل کے خیالات کا علم ہے...

اگر یہی تینوں جملے ہمارے دل ودماغ میں اتر جائیں تو ہمارے لئے تمام گناہوں سے بچنا کس قدر سہل ہوجائے...ہم جو بھی کام کریں پہلے یہ سوچ لیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے...جو بھی معاملہ کریں چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ذہن میں یہ بات ملحوظ رہے کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے...



حکمت کی بنیاد....اللہ تعالیٰ کا خوف ہے

# سمجھئے!...ریاکاری کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ جو مانگا جائے وہ ملتا ہے...ہم جب اللہ تعالیٰ سے آخرت کی فکر مانگیں گے...تو ان شاء اللہ ہمیں یہ مبارک فکر ضرور نصیب ہوگی...مگر اب شیطان ایک پرانا وار کرتا ہے...یہ وار ہے ریاکاری کا وسوسہ... جیسے ہی کوئی نیک اعمال میں لگا اسی وقت شیطان ملعون نے اسے ڈرانا شروع کردیا کہ...تو ''ریاکار'' ہے تو یہ سب کچھ دکھاوے کیلئے کر رہا ہے...یہ وسوسہ اکثر انسانوں کی ہمت توڑ دیتا ہے...اس لئے اس معاملے کو اچھی طرح سے سمجھ لیں۔

❶ ...ریاکاری کا وسوسہ ریاکاری نہیں ہے...اگر روزے دار کو وسوسہ آئے کہ وہ شربت پی رہا ہے... یا پانی کما رہا ہے تو کیا اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا؟

❷ ...آپ کے عمل کا کسی کو پتا چلنا یہ بھی ''ریاکاری'' نہیں ہے۔ اگر ہر نیکی چھپانا ہی ''اخلاص'' ہو تو پھر...ہمارے سامنے حضرات صحابہ کرام اور حضرات اسلاف کی نیکیاں نہ آتیں۔

❸ ...آپ کے کسی عمل پر اگر لوگ آپ کی تعریف کریں تو یہ بھی ریاکاری نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی آزمائش ہے۔

❹ ....چھپا کر نیکی کرنا اچھی بات ہے لیکن اپنی ہر نیکی کو چھپانے کی زیادہ کوشش کرنا یہ خطرناک ہے آپ نیکی کریں اور پھر اس سے بے فکر ہو جائیں کہ وہ چھپی رہی یا ظاہر ہوگئی۔

❺ ...آپ اگر ایک عمل ہر حال میں کرتے ہیں...خواہ کوئی دیکھ رہا ہو یا نہ دیکھ رہا ہو یہ آپ کے اخلاص کی علامت ہے...اب کوئی لاکھ دیکھتا رہے تو اس کے دیکھنے سے ''ریاکاری'' نہیں ہوگی۔

❻ ...اخلاص ایک ''مخفی'' چیز ہے...یہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان وہ راز ہے جو کسی کو نظر نہیں آسکتا۔ قرآن مجید میں سورۂ اخلاص موجود ہے۔ اس پوری سورت میں ''اخلاص'' کا لفظ نظر نہیں آتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ماننا اور اس کی رضا کیلئے عمل کرنا یہ اخلاص ہے۔ اس لئے کسی کو حق نہیں کہ وہ کسی اور کو غیر مخلص اور ریاکار سمجھے۔ ریاکار صرف وہی ہے جو لوگوں کو دکھانے کیلئے عمل کرتا ہو... یعنی جب لوگ دیکھ رہے ہوں تو عمل کرے اور جب نہ دیکھتے ہوں تو اس عمل کے قریب بھی نہ آئے... ریاکار وہ ہے جو لوگوں کی خاطر عمل کرتا ہو۔ جیسا کہ مدینہ کے منافقین تھے۔ وہ نماز کو مانتے ہی نہیں تھے مگر خود کو مسلمان دکھانے کیلئے نماز پڑھتے تھے۔

❼ ...ریاکاری سے حفاظت کا عظیم تحفہ...وہ دُعاء جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ذریعے اُمت کو ملی۔ اہل علم فرماتے ہیں کہ...ہر مسلمان کو چاہیے کہ یہ دُعاء صبح شام تین بار ضرور پڑھا کرے اور کبھی ناغہ نہ کرے...تا کہ شرک و ریاکاری سے ہمیشہ بچا رہے۔ دُعا یہ ہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ اَنۡ اُشۡرِکَ بِکَ شَیۡئًا وَّاَنَا اَعۡلَمُ بِہٖ وَاَسۡتَغۡفِرُکَ لِمَالَا اَعۡلَمُ بِہٖ

یا اللہ! میں آپ کی پناہ اور حفاظت چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں جان بوجھ کر کسی چیز کو آپ کے ساتھ شریک کروں...اور میں آپ سے معافی چاہتا ہوں اس کے بارے میں جو بغیر جان بوجھ کر ہو جائے۔ (القلم)

# حلال وحرام کا فلسفہ اور حرام کے نقصانات

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ کے ایک اہم خطاب سے انتخاب

سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حلال وحرام کا اختیار کس کے پاس ہے اور کون سی اتھارٹی ہے جسے کسی کام یا چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کا اختیار حاصل ہے۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق یہ اتھارٹی صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اس کے سوا کسی کو یہ اختیار میسر نہیں ہے۔ یہ بات کامن سینس کی بھی ہے کہ سب اشیاء کو پیدا کرنے والا وہ ہے اور سب کاموں کے اسباب مہیا کرنے والا وہ ہے اور کسی چیز کو بنانے والا ہی اس کے نفع ونقصان اور صحیح یا غلط استعمال کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر حلال وحرام کے اس فلسفہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

ہماری آج کی فری اکانومی یا مارکیٹ میں حلال وحرام کا اصول یہ سمجھا جا رہا ہے کہ جو چیز مارکیٹ میں چل جائے اور مارکیٹ اسے قبول کر لے وہ جائز ہے اور جو چیز مارکیٹ میں ریجیکٹ ہو جائے وہ دوسری فہرست میں چلی جاتی ہے۔ اسے فری اکانومی یا مارکیٹ اکانومی سے تعبیر کیا جاتا ہے مگر اسلام اسے قبول نہیں کرتا بلکہ حلال وحرام میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا اختیار تسلیم کرنے کو شرک کی اقسام میں شمار کیا گیا ہے۔

کسی چیز کو حرام کرنے کی وجہ اور حکمت کیا ہوتی ہے؟ ہمارے ہاں جب کسی چیز کو حرام کہا جاتا ہے تو اس کے نفع ونقصان پر بحث شروع ہو جاتی ہے اس میں نقصان کیا ہے؟ پھر اس کے فوائد کا ذکر کر کے کہا جاتا ہے کہ یہ تو فائدہ مند چیز ہے اس کو حرام کرنے میں کیا حکمت ہے؟ یہ آج کے دور میں شریعت کے احکام کے بارے میں ذہنوں میں شک وشبہ پیدا کرنے کی ایک تکنیک ہے جس کا سوشل میڈیا پر بہت زیادہ مشغلہ جاری رہتا ہے۔ قرآن کریم نے کسی چیز کو حرام قرار دینے کے بہت سے اسباب اور حکمتیں بیان کی ہیں، ان سب کو سامنے رکھنا ضروری ہے مثلاً ایک حکمت یہی ہے کہ جس چیز کو حرام قرار دیا جا رہا ہے وہ استعمال کرنے والے کیلئے نقصان دہ ہے مثلاً شراب اور جوئے کے بارے میں قرآن کریم میں کہا گیا ہے کہ اس کے نتیجے میں باہمی جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے بے پرواہ کر دینے والی اشیاء ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ ان میں کچھ فائدے بھی ہیں لیکن ان کا نقصان زیادہ ہے۔

لیکن اس سے ہٹ کر بھی حرام کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں جن میں سے دو کا ذکر کروں گا۔ ایک یہ کہ چیز کے حلال اور طیب ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور اس کا استعمال نقصان دہ بھی نہیں ہے مگر امتحان اور ٹیسٹ کے طور پر اس کے استعمال سے منع کر دیا گیا ہے جیسا کہ رمضان المبارک میں ہوتا ہے کہ ہم سحری کھا رہے ہیں۔ سحری کا وقت ختم ہو گیا ہے تو جو آدھی روٹی کھائی تھی وہ جائز تھی اور جو آدھی باقی رہ گئی ہے وہ ناجائز ہو گئی ہے۔ روٹی میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوا، کھانے والے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور جگہ بھی وہی ہے البتہ حکم بدل گیا ہے اس لئے اس ممانعت اور



حلال کمائی حلال کاموں میں ہی خرچ ہوتی ہے

حرمت کا تعلق چیز سے، کھانے والے سے یا جگہ سے نہیں بلکہ حکم سے ہے اور یہ حکم امتحان کے لئے دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ اللہ تعالیٰ کا حکم مانتا ہے یا نہیں۔

اسی طرح قرآن کریم نے کسی چیز کو حرام قرار دینے کی ایک وجہ اور بھی بیان کی ہے کہ

"فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ"

یہودیوں پر بعض حلال اور طیب چیزیں ان کے گناہوں کی سزا کے طور پر حرام کردی گئی تھیں، ان میں سے بعض چیزوں کا ذکر کرکے ایک جگہ قرآن کریم نے کہا کہ "ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ" یہ ہم نے ان کو ان کی سرکشی کی سزا دی تھی تو کسی چیز کے حرام قرار دیئے جانے کی ایک وجہ قرآن کریم نے سزا بھی بیان کی ہے بعض اشیاء حلال اور طیب ہونے کے باوجود بطور سزا حرام کردی گئی تھیں۔

اس لئے کسی چیز یا کام کے حرام ہونے پر صرف اس کے نفع و نقصان کے تجزیے میں لگ جانا اور باقی حکمتوں اور اسباب کو نظر انداز کر دینا ٹھیک رویہ نہیں ہے، اصل اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

حلال و حرام کے حوالہ سے ایک اور گزارش بھی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ حرام کے نقصانات اور سزا آخرت میں تو جو ہوں گے وہ ہوں گے ہی لیکن دنیا کی زندگی میں بھی حرام خوری کے تلخ نتائج ہمیں بھگتنا پڑتے ہیں بلکہ بھگت رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی جیسا کہ ایک حدیث میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص دور دراز کا سفر کرکے آتا ہے اور دامن پھیلا کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے لیکن "مطعمہ حرام و ملبسہ حرام و مشربہ حرام" اس کا کھانا حرام سے ہے، پینا حرام سے ہے اور لباس حرام سے ہے تو "فانی یستجاب لہ" اس کی دعا کہاں سے قبول ہوگی؟ یعنی دعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ کھانے پینے ملباس اور دیگر معاملات میں حرام سے بچا جائے اور حلال کا اہتمام کیا جائے۔

> حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بڑے صحابی تھے، عشرہ مبشرہ میں سے تھے، ان کے بارے میں مشہور تھا اور مشاہدہ و تجربہ بھی تھا کہ ان کی ہر دعا قبول ہوتی ہے، ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ جب سے اسلام کا کلمہ پڑھا ہے اس وقت سے میرے حلق سے کبھی ایک لقمہ بھی ایسا نیچے نہیں گیا جس کے بارے میں پوری تسلی نہ ہو کہ کہاں سے آیا ہے اور کیسے آیا ہے؟
> یعنی حرام سے بچنے اور حلال کا اہتمام کرنے سے دعاؤں میں قبولیت کے اثرات پیدا ہوتے ہیں

آج ہمیں ہر جگہ عمومی طور پر یہ شکایت درپیش رہتی ہے کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہو رہیں تو اس کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ حلال و حرام کا فرق مٹتا جا رہا ہے اور دعاؤں کا عام طور پر قبول نہ ہونا حرام خوری کا ماحول بڑھتے چلے جانے پر سزا کے طور پر ہے۔

اس لئے ہمیں اپنے اعمال اور طرز عمل پر نظر ثانی کرتے ہوئے توبہ و استغفار کے ساتھ حرام کاموں اور حرام سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین

# انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے حق تعالیٰ سے اچھی امید رکھنا چاہئے' وہ بندے کے ظن کے ساتھ ہیں جیسا بندہ ان کے ساتھ گمان کرتا ہے ویسا ہی معاملہ اس کے ساتھ فرماتے ہیں' بڑی رحیم کریم ذات ہے مگر شرط یہ ہے کہ طلب ہو اور کام میں لگا رہے جو بھی ہو سکے کرتا رہے پھر وہ اپنے بندہ کے ساتھ رحمت اور فضل ہی کا معاملہ فرماتے ہیں وہ کسی کی محنت یا طلب کو رائیگاں یا فراموش نہیں فرماتے۔

ایک شخص کا مقولہ مجھ کو بہت پسند آیا کہ کئے جاؤ اور لئے جاؤ' واقعی ایسی ہی ذات ہے اس قائل نے (کہنے والے نے) بہت بڑا اور اہم مضمون کو دو لفظوں میں بیان کر دیا۔ ہاں لگا رہنا شرط ہے اور ایک یہ ضروری بات ہے کہ ماضی اور مستقبل کی فکر میں نہ پڑے اس سے بھی انسان بڑی دولت سے محروم رہتا ہے کیونکہ یہ بھی تو ماسوا اللہ ہی کی مشغولی ہے۔

خلاصہ میرے مضمون کا یہ ہے کہ قصد سے ماضی و مستقبل کے مراقبے کی ضرورت نہیں ہے اگر بغیر قصد کے خیال آ جائے تو ماضی کی کوتاہیوں پر توبہ و استغفار کر لیا کرے۔ بس کافی ہے پچھلے معاصی کا کاوش کے ساتھ استحضار بھی کبھی حجاب بن کر خسران کا سبب ہو جاتا ہے اور اس طرح نہ آئندہ کے لئے تجویزات کی ضرورت ہے' یہ بھی ضرر رساں ہے نہ اس کی ضرورت کہ میں نے پہلے کیا کیا تھا اور اب کیا ہوگا اور میں کچھ ہوا یا نہیں؟ جھگڑوں میں وقت ضائع کرتے ہو' کام میں لگو ان فضولیات کو چھوڑ دو'

کسی حالت میں بھی مایوس نہ ہو' وہ تو دربار ہی عجیب ہے کوئی شخص کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو ایک لحہ ایک منٹ میں کایا پلٹ جاتی ہے بشرطیکہ خلوص کے ساتھ اس طرف متوجہ ہو کر رجوع کرے اور آئندہ کے لئے استقلال کا عزم کرے پھر تو جس نے کبھی ساری عمر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا ہو اور اپنی تمام عمر کا حصہ معاصی اور لہو لعب میں برباد کیا ہو اس کے لئے بھی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس لئے فرماتے ہیں جو بندے کے لئے مشکل ہے وہ خدا تعالیٰ کیلئے آسان ہے۔

رحمت حق ہر وقت اپنے بندوں کے لئے بخشش کا بہانہ ڈھونڈتی ہے فی الحقیقت حق تعالیٰ ادنیٰ بہانے سے بندوں پر رحم فرما دیتے ہیں نجات تو چھوٹی سی بات پر ہو جاتی ہے مگر چھوٹی بات پر مؤاخذہ نہیں ہوتا مواخذہ تو بڑی ہی بات پر فرماتے ہیں اب رہا یہ کہ کوئی بڑی بات کو چھوٹی بات خیال کرے اس کا کسی کے پاس کیا علاج ہے۔ (از افادات حکیم الامت)

## قابل غور 2 اہم باتیں

1 .....اللہ پاک ناراض ہو تو رزق دینا بند نہیں کرتا البتہ سجدہ کرنے کی توفیق لے لیتا ہے۔

2 .....زندگی کا المیہ یہ نہیں کہ زندگی مختصر ہے اصل میں ہم جینا ہی بہت دیر سے سیکھتے ہیں۔

# حضرت عارفی رحمہ اللہ کے ارشادات

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی رحمہ اللہ کے ملفوظات سے انتخاب

## کام سے مراقبہ

جب بھی کوئی کام کرنا ہو.... بڑا ہو یا چھوٹا.... آسان ہو یا مشکل.... علمی یا عملی.... دینی ہو یا دنیوی... فوراً دل ہی دل میں اللہ کی طرف رجوع ہو جائیں.... اور عرض کریں.... یا اللہ! آپ میری مدد فرمایئے.... آسان فرما دیجئے.... پورا فرما دیجئے.... قبول فرما لیجئے.... پھر دیکھئے آپ کے کاموں میں کیسی آسانی اور سہولت پیدا ہوتی ہے۔

## دین کیا ہے؟

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ... دین دراصل زاویہ نظر کی تبدیلی کا نام ہے... روزمرہ کے بیشتر کام اور مشاغل وہی باقی رہتے ہیں.... جو پہلے انجام دیئے جاتے تھے... لیکن دین کے اہتمام سے ان کو انجام دہی کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے... اور اس تبدیلی کے نتیجے میں... سارے کام جنہیں ہم دنیا کا کام کہتے ہیں... اللہ سمجھتے ہیں... عبادت اور جزو دین بن جاتے ہیں۔

## شیطان اور نفس کا دھوکا

حضرت والا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ.... انسان کو دھوکا شیطان بھی دیتا ہے.... اور نفس بھی.... مگر دونوں کے طریقہ کار میں فرق ہے.... شیطان کسی گناہ کی ترغیب اس طرح دیتا ہے.... کہ اس کی تاویل سمجھا دیتا ہے.... کہ یہ کام کرلو اس میں دنیا کا فلاں فائدہ.... اور فلاں مصلحت ہے.... جب کسی گناہ کے لیے تاویل مصلحت دل میں آئے.... تو سمجھ لو کہ یہ شیطان کا دھوکا ہے.... اور نفس گناہ کی ترغیب لذت کی بنیاد پر دیتا ہے.... کہتا ہے یہ گناہ کرلو بڑا مزہ آئے گا.... جب کسی گناہ کا خیال لذت حاصل کرنے کے لیے آئے.... تو سمجھ لو کہ یہ نفس کا دھوکا ہے.... شیخ کی ضرورت نفس و شیطان کے دھوکوں ہی سے بچنے کے لیے ہوتی ہے۔

## ولایت کی تعریف

روحانیت.... کیفیات' تصرف' محبوبیت.... کشف اور کرامت کا نام نہیں.... بلکہ گناہوں سے بچنے کا نام ہے.... اگر پانچوں وقت کی نمازیں پڑھ لیں.... گناہوں سے بچ گئے.... تو آپ سے بڑھ کر کوئی مادرزاد ولی نہیں۔

## اہل وعیال سے حُسنِ سلوک

اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی نیت سے.... کچھ وقت اپنے گھر کے اندر اپنے اہل وعیال کے ساتھ صرف کرنا چاہیے.... اس سے ان کو تقویت اور انشراح رہتا ہے.... اور خود اپنی زندگی میں بھی ان کے ساتھ.... اُنس و محبت پیدا ہونے سے نشاط خاطر رہتا ہے.... اور بہت سے اُمور خانہ داری.... اور حسن انتظام میں مدد ملتی ہے....

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ شفقت و محبت.... اور حسن سلوک کے لیے.... خاص طور پر بہت تاکید فرمائی ہے۔

مسواک کا بکثرت استعمال حُسنِ خاتمہ کے لیے مجرب عمل ہے

# دُنیا.... دھوکہ کا گھر

دُنیا کے دھوکہ سے بچنے کیلئے
اس مضمون کو بار بار پڑھیں

**چودہ صدیاں بیت چکی ہیں لیکن قرآن کریم نے جس چیز کے بارے میں جو بات ارشاد فرمائی ہے ہر طلوع ہونے والے سورج کے ساتھ اس کی صداقت آشکارا ہوتی جاتی ہے۔ قرآن کریم نے آخرت کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ قرار و راحت کی جگہ ہے جبکہ دُنیا کے بارے میں متعدد مقامات پر اعلان فرمایا کہ دُنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔ قرآن کریم نے دُنیا کے بارے میں تجزیہ فرمایا کہ آخرت کے مقابلہ میں یہ دھوکہ کا سامان ہے۔ اس تناظر میں ہم دُنیا پر نظر ڈالیں تو قدم بقدم پر قرآنی خبر کی صداقت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔**

آج دُنیا میں 80 فیصد خرید و فروخت وہ ہے جو بلاضرورت اور دھوکہ پر مبنی ہے۔ ہم کتنی چیزوں کی خریداری محض نفس کی ایک معمولی خواہش پر کر لیتے ہیں۔ اپنا محاسبہ کرنے پر معلوم ہوگا کہ یہ خریداری محض نفس کے دھوکہ پر مبنی تھی۔

انسان جب تک اس دُنیا میں زندہ ہے نفس کا دھوکہ قدم قدم پر سامنے آتا ہے۔ دُنیا کی اس زندگی میں شیطان اپنے پورے نیٹ ورک کے ساتھ دھوکہ کا جال بچھائے ہوئے ہے۔ نفس و شیطان کا دھوکہ ایک زنجیر کی مانند انسان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اللہ کی توفیق کے بغیر آدمی کو یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ ایک دھوکہ کی لائن پر سفر کر رہا ہے۔

انسانی زندگی میں باہمی رشتے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ آج دُنیا کا دھوکہ ان قریبی رشتوں تک سرایت کر چکا ہے۔ یہ محاورہ تو بہت قدیم ہے کہ خون سفید ہو گئے ہیں۔ آج ایک ہی گھر میں رہنے والے باہمی خیر خواہی کے سچے جذبے سے محروم ہیں۔ والدین اولاد سے نالاں ہیں تو اولاد والدین کو اپنی ترقی میں رُکاوٹ سمجھ رہے ہیں۔ ساس سسر بہو کے لیے امتحان ہیں اور بہو اپنے خاوند اور ساس سسر سے پریشان ہے۔ گویا بڑے چھوٹے سب ایک دوسرے سے ناخوش ہیں۔ یہ دُنیا کا دھوکہ ہے جو رشتوں میں سرایت کر چکا ہے۔ پہلے بچے اُستاد سے پڑھ کر اپنا دل پیش کر دیتے تھے، اب پڑھنے کے بعد بل پیش کرنے کی فرمائش کی جاتی ہے۔ آج تعلیمی میدان بھی ایک نفع بخش تجارت بن چکی ہے۔

علاج معالجہ ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس میدان میں بھی دھوکہ سر چڑھ کر بولتا ہے کہ یہ محاورہ عرصہ ہوا سنا تھا کہ اب تو زہر بھی اصل نہیں ملتی۔ علاج کیلئے تشخیص بھی دھوکہ، دوائیں بھی دو نمبر۔ ٹیسٹ کے نام پر لیبارٹریاں اور ان کا اکثر کام بلاضرورت اور مبنی بر دھوکہ۔ معالج لالچی، اِدھر مریض بخیل، دونوں خود کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ اور دھوکہ کوئی آج کی بات نہیں۔ بازار شیطان کے جال بن چکے ہیں۔ دھوکہ کی روش میں بہہ جانے والے تاجر کو کامیاب اور خود کو دھوکہ دہی سے بچانے والے کو نادان سمجھا جاتا ہے۔ سودی لین دین کرنے والا اس دھوکہ میں مبتلا ہے کہ رقم کی گنتی بڑھ رہی ہے لیکن سود کی نحوست بہت جلد سامنے آ کر رہتی ہے۔ ایک دانشور کا



اُمت کو توڑنے والی چیزیں معاشرت اور معاملات کی خرابیاں ہیں

کس قدر خوبصورت قول ہے کہ "کبھی کسی کو دھوکہ نہ دو کہ وہ واپس تمہارے پاس آ کر رہے گا کیونکہ دھوکہ اپنے مرکز کی طرف ضرور لوٹ کر رہتا ہے۔"

دُنیا کا دھوکہ کس قدر زور آور ہے کہ عوام کی نظر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی متعدد کرامتیں ہوں گی لیکن اہل علم کی نظر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ انہوں نے اپنے دامن کو دُنیا کے دھوکہ سے بچالیا اور دُنیا کے ڈنگ سے بچ گئے۔ آج بھی جو دینی ترقی کرنا چاہے اسے دُنیا کے ہر دھوکہ سے اپنا دامن بچانا ہوگا۔

آج کی دُنیا دھوکہ کا مرکب بن چکی ہے۔ گھر بار میں دھوکہ، کھانے پینے کی اشیاء میں دھوکہ، علاج معالجہ کے نام پر دھوکہ، لین دین اور معاملات میں دھوکہ، بناوٹی اور بازاری اخلاق دھوکہ، تکلفات دھوکہ، میڈیا اور اخبار، انٹرنیٹ وغیرہ سب دھوکہ۔

آج ہماری انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی ہر چیز دھوکہ کا شکار ہے۔ کتنے لوگ ہیں جنہیں نفس و شیطان نے اس دھوکہ میں مبتلا کر رکھا ہے تم فلاں فلاں دینی خدمات کی وجہ سے بڑے دیندار ہو حالانکہ ان کی زندگی دین کی حقیقت سے ناآشنا ہوتی ہے۔ چند ظاہری اعمال اور شکل و صورت نے انہیں دینداری کے دھوکہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جنہوں نے دُنیا کمانے کے لیے دینداری کا لبادہ اوڑھ لیا ہے۔ اقبال مرحوم یاد آ گئے:

الٰہی یہ تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری، سلطانی بھی عیاری

دُنیا کے دھوکے کا عروج اس وقت ہوگا جب عالمی شہرت کا حامل سب سے بڑا دھوکہ باز دجال نکلے گا۔ اس کا مکر و فریب دھوکہ اور جھوٹ، شعبدہ بازی اور طلسماتی کرشمے دیکھ کر بڑے بڑے لوگوں کی عقلوں پر پردہ پڑ جائے گا۔ اس کے دھوکہ میں مبتلا ہونے والوں کی اکثریت انہی لوگوں کی ہوگی جو اپنے دامن کو مختلف قسم کی دھوکہ دہی کا عادی بنا چکے ہوں گے۔ اس لیے دجال کے نکلنے سے پہلے فوت ہونے والا خوش نصیب ہے کہ وہ اس فتنہ سے محفوظ رہا۔ دُنیا کے بازار سے اپنا دامن آلودہ ہونے سے بچانا ہم سب کا فرض ہے۔ ایک بزرگ کا خوبصورت شعر ہے:

دُنیا میں ہوں دُنیا کا طلب گار نہیں ہوں
بازار سے گزرا ہوں خریدار نہیں ہوں

باہمی لین دین کیلئے "سودا" کا لفظ بولا جاتا ہے کہ میں نے فلاں سے فلاں چیز کا سودا کرلیا ہے۔ یہ "سودا" کیا ہے؟ یعنی سودا ڈلگانے کے بعد ایک سودا وجود میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی سوداگری سے بچائے اور ہمیں دھوکے کے اس بازار سے اپنے ایمان کو سلامتی کے ساتھ بچا بچا کر قبر تک لے جانے والے خوش نصیب لوگوں میں شامل فرمائیں اور ہمیں ہر چھوٹے بڑے دجال کے شر سے محفوظ رکھیں آمین۔

> موجودہ حالات میں ہر صاحب ایمان کیلئے بڑی فکر کی بات ہے کہ وہ نہ صرف خود ہر قسم کے دھوکہ سے بچے، بلکہ اپنے اعمال و اقوال اور معاملات میں دوسروں کو بھی دھوکہ سے بچائے۔ ہر وقت مسنون دُعاؤں کا اہتمام اور کمانے، خرچ کرنے میں کمال احتیاط کرنے سے ہی دُنیا کے دھوکہ سے بچا جاسکتا ہے۔

# گناہ کی تشہیر بھی مستقل گناہ ہے

حضرت سیدہ مطہرہ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک عورت آئی...اور مسئلہ پوچھنے کے انداز میں اپنے گناہ کا تذکرہ کرگئی...شاید کسی نے احرام کی حالت میں اس کی پنڈلی کو پکڑا یا چھوا تھا...اس نے جیسے ہی یہ بات بتائی...حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فوراً چہرہ پھیر لیا اور فرمایا: ''رک جاؤ، رک جاؤ، رک جاؤ''۔

اور پھر ارشاد فرمایا: اے ایمان والی عورتو! اگر تم میں سے کسی سے کوئی گناہ ہو جائے تو وہ دوسروں کو نہ بتائے...بلکہ فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے، استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرے...

یاد رکھو! بندے عار میں ڈالتے ہیں بدل نہیں سکتے ... جبکہ اللہ تعالیٰ بدلتا ہے...عار میں نہیں ڈالتا...یعنی تم اپنے گناہ لوگوں کو بتاؤ گی تو لوگ تمہارے اس گناہ کو مٹا نہیں سکتے...نہ تمہاری حالت کو تبدیل کرسکتے ہیں...اور نہ گناہ کے شر اور نقصانات سے تمہیں بچا سکتے ہیں...ہاں البتہ وہ تمہیں عار اور شرمندگی میں ضرور ڈال سکتے ہیں...جب بھی ان کو موقع ملا وہ تمہیں اس گناہ کی وجہ سے رُسوائی، شرمندگی اور بدنامی میں مبتلا کرسکتے ہیں...جبکہ اللہ تعالیٰ نہ شرمندہ کرتے ہیں، نہ بدنام فرماتے ہیں اور نہ عار دلاتے ہیں...بلکہ وہ تمہاری بری حالت کو اچھی حالت میں تبدیل فرما دیتے ہیں...وہ تمہیں گناہ کے نقصانات سے بچا لیتے ہیں...وہ ''العفو'' ہیں...معاف فرمانے والے ... کہ اس گناہ کو مٹا دیتے ہیں...اور ''الغفور'' ہیں کہ اس گناہ کو چھپا لیتے ہیں اور بعض اوقات تو ایسی رحمت اور تبدیلی فرماتے ہیں کہ...خود گناہگار بندے کو بھی...اپنا گناہ یاد نہیں رہتا...گویا کہ گناہ کا ہر طرف سے نام و نشان ہی مٹ گیا...نہ وہ نامہ اعمال میں باقی رہا...نہ وہ لکھنے والے فرشتے کو یاد رہا...نہ وہ اُس زمین کو یاد رہا جس پر وہ ہوا تھا...نہ وہ اُن اعضاء کو یاد رہا جن سے وہ گناہ کیا تھا...اور نہ خود گنہگار بندے کو یاد رہا...ایسا فضل اور ایسی مغفرت اور کون کرسکتا ہے؟...زندگی کے سانس چل رہے ہیں... سورج مشرق سے طلوع ہو رہا ہے...توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ (از کتاب الی مغفرۃ)

## پریشانیوں کو ختم کرنے والا عجیب نسخہ

ایک صاحب کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مختلف پریشانیوں کا ذکر کیا کہ میں جو کام بھی کرتا ہوں وہ اُلٹ ہو جاتا ہے، ہر کام اُلٹ اور غلط ہو جاتا ہے۔ بزرگ نے نصیحت فرمائی اور پوچھا کہ آپ نے کبھی مہر دیکھی ہے؟ پریشان حال نوجوان بولا: جی ہاں! میں نے مہر دیکھی ہے۔ بزرگ نے فرمایا مہر پر لکھے ہوئے تمام الفاظ اُلٹ ہوتے ہیں کوئی شخص مہر کو اُٹھا کر انہیں آسانی نہیں پڑھ سکتا۔ لیکن وہی مہر جب کاغذ پر اپنی پیشانی ٹیک دیتی ہے تو اس کے اُلٹے الفاظ بھی کاغذ پر سیدھے ہو جاتے ہیں۔ تم بھی اپنی تمام پریشانیوں اور اُلٹ کاموں کی درستگی کیلئے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی پیشانی جھکا دو۔ ان شاء اللہ تمہارے تمام غلط کام بھی دُرست ہو جائیں گے۔



اللہ کی رحمت دیکھئے بڑے سے بڑا گناہ توبہ سے معاف ہو جاتا ہے

# اَولیاءُ اللہ سے منقول اَعما

## دنیوی مشکلات کیلئے وظائف

اَللّٰہُ

اگر اولاد نافرمان ہو یا بیوی نافرمان ہو یا شوہر ظالم ہو یا کسی ملازم کا افسر ظالم ہو یا کوئی محلہ کا دشمن ستا رہا ہو تو... یہ وظیفہ نہایت مجرب ہے

40 دن بعد نماز عشا 200 مرتبہ پڑھے 11 '11 مرتبہ اول آخر درود شریف پڑھے...

پھر بعد میں صرف 21 مرتبہ ہر روز پڑھ لیا کرے۔ وظیفہ یہ ہے

**یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ یَا خَالِقَ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ یَا عَزِیْزُ یَا لَطِیْفُ یَا غَفَّارُ**

کرایہ دار شرارت کررہا ہو تو... بھی یہی پڑھے اسی طرح اپنا حق طلب کرتے وقت صاحب معاملہ کے سامنے جب جائے... تو یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ پڑھ کر جائے... اور سامنے بھی آہستہ آہستہ پڑھتا رہے کہ... کرایہ لینے جائے یا جس سے کام ہو... اس کے سامنے اس کو پڑھنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا دل نرم ہوگا۔ (از ارشاد حضرت مولانا شاہ ابرارالحق رحمہ اللہ (خلیفہ حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ)

### ایک قیمتی وظیفہ

ہر کام سے پہلے

**اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ**

کہنے کی عادت ڈالو بلکہ ہر وقت دل ہی دل میں یہ رٹ لگاؤ... کہ "یا اللہ! اب کیا کروں؟... پھر دیکھو... کیا سے کیا ہوجاتا ہے۔"

(از عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ)

### پریشانی کے وقت کا وظیفہ

اگر کوئی سخت مرض یا پریشانی ہو... تو پانچ سو مرتبہ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ... پڑھ کر دُعا کرنی چاہیے۔

(از عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ)

### استخارہ کی مختصر آسان دُعا

استخارہ کرنے کے بعد ندامت نہیں ہوتی میں تو چھوٹا سا استخارہ پڑھ لیتا ہوں نماز کے بعد یا سوتے وقت

**اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ**

گیارہ مرتبہ پڑھ لیتا ہوں اور یہ حدیث میں آیا ہے۔

از مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

### سورہ فاتحہ سورہ شفا

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مریضوں کی صحت کیلئے کم از کم 11 بار الحمدللہ شریف پڑھ کر پانی پر دم کرکے پلائے... اور کثرت سے یہ سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرکے پانی پر پلاتے رہیں... جس قدر زیادہ تعداد الحمد شریف کی ہوگی... اثر بڑھتا جائے گا... مریضوں کو اس عمل سے بہت جلد حق تعالیٰ کی رحمت سے شفا ہوتی ہے...

ماہنامہ عبقری
دسمبر 2017

**نوٹ**

خواتین وحضرات ہروقت یہ اعمال وظائف پڑھ سکتے ہیں عام اجازت ہے

## کیسی ہی مشکل اور مقدمہ ہو... مجرب وظیفہ

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنَا بِسِتْرِكَ الدَّائِمِ الْجَمِيْلِ

اَلْبَاقِي الَّذِيْ سَتَرْتَ بِهٖ نَفْسَكَ فَلَا عَيْنٌ تَرَاكَ

يَاسَتَّارُ يَادَائِمُ يَاجَمِيْلُ يَابَاقِيْ

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اپنی اُس رحمت سے ڈھانپ لیجئے... جو خوبصورت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے جس رحمت سے آپ نے خود کو ڈھانپ رکھا ہے کہ کوئی آنکھ بھی آپ کو (دنیا میں) نہیں دیکھ سکتی اے چشم پوشی کرنے والی ہمیشہ رہنے والی خوبصورت اور باقی رہنے والی ذات عالی

اول آخر تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر 7 دن تک روزانہ 7 مرتبہ پڑھیں

## مصیبتوں سے بچاؤ کا وظیفہ

عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ سے ایک صاحب نے کہا کہ... حضرت! ایک سخت آزمائش آنے والی ہے فرمایا کہ 786 مرتبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اور آیت الکرسی پڑھ کر یہ دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کی جان و مال کو اس سے بچالیں اور تمام عالم کے مسلمانوں کے گھروں کا حصار یعنی حفاظت کی نیت

## حصول اولاد کیلئے وظیفہ

جس کے اولاد نہ ہوتی ہو... تو یہ عمل بطور تدبیر کرلے یَابَدُّوْحُ تشتری پر 16 خانے بنا کر ہر خانے میں یَابَدُّوْحُ لکھ کر 40 دن پلائیں۔ اس طرح دو تین چلے کرادیں

## غم دُور کرنے کا وظیفہ

يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

کو کثرت سے پڑھے اور حق تعالیٰ کے مالک، حاکم، حکیم، ناصر اور ولی ہونے کو سوچا کرے پھر کیا غم

(از حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ)

## اگر پُرلطف زندگی چاہتے ہو!

عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زندگی کا لطف چاہتے ہو... تو ہر کام... ہر بات ہر چیز میں اپنے آپ کو حق تعالیٰ شانہ کا محتاج سمجھتے رہو... ہر چیز کی احتیاج تم کو ہے... کھانے کی، پینے کی پہننے کی اس لیے ہر ضرورت کے وقت۔ اللہ جل شانہ سے مخاطب ہو کر اپنی حاجت پیش کر دیا کرو۔ پھر لطف دیکھو ارے آزما کے تو دیکھو... اس سے برکت ملاحظہ ہوگی... بہت بڑی چیز ہے

حضرت ایوب علیہ السلام کو کئی برس تکلیف میں گزر گئے... جبریل علیہ السلام نے دعا تعلیم فرمائی:

اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ" اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تکالیف کو دور فرما دیا۔

# غصہ سے بچنے کے طریقے

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں... اس بات کی عادت ڈال لو... کہ جب غصہ آئے تو فوراً اعوذ باللہ پڑھ لو... یہ کوئی مشکل کام نہیں... ذرا سے دھیان اور مشق کی ضرورت ہے...

غصہ کے وقت دوسرا کام وہ کرو جس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلقین فرمائی اور یہ بڑا عجیب وغریب اور نفسیاتی کام ہے...

چنانچہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ غصہ کے وقت اگر انسان لیٹا ہوا ہوگا تو اٹھ کر بیٹھ جائے گا... اگر بیٹھا ہوگا تو کھڑا ہو جائے گا... اس لئے اس کو ختم کرنے کی تدبیر یہ بتائی کہ تم اس کے الٹ کام کرو... لہٰذا اگر غصہ کے وقت کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ اور اپنے آپ کو نچلی حالت پر لے آؤ... یہ تدبیر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی... اس لئے کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ غصے کے نتیجے میں نہ جانے کس مصیبت کے اندر مبتلا ہو جائیں گے... اس لئے آپ نے یہ تدبیر بتائی... (ابوداود)

## غصہ کے وقت اللہ کی قدرت کو سوچے

ایک تدبیر یہ ہے کہ آدمی اس وقت یہ سوچے کہ جس طرح کا غصہ میں اس آدمی پر کرنا چاہتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر اس طرح کا غصہ کر دے تو پھر اس وقت میرا کیا حال ہوگا...

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت ان سے فرمایا... لَلّٰهُ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ یاد رکھو! تمہیں جتنی قدرت اور اختیار اس غلام پر حاصل ہے... اس سے کہیں زیادہ قدرت اور اختیار اللہ تعالیٰ کو تم پر حاصل ہے تم اپنے اختیار کو استعمال کر کے اس کو تکلیف پہنچا رہے ہو تو اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ اختیار تم پر حاصل ہے...

## شروع میں غصہ کو بالکل دبا دو

ابتداء میں جب انسان اپنے اخلاق کی اصلاح کرنا شروع کرے تو اس وقت حق ناحق کی فکر بھی نہ کرے... یعنی بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں پر غصہ کرنا جائز اور برحق ہوتا ہے لیکن ایک مبتدی کو جو اپنے نفس کی اصلاح کرنا شروع کر رہا ہو...

اس کو چاہئے حق اور ناحق کی تفریق کئے بغیر ہر موقع پر غصہ کو دبائے تاکہ رفتہ رفتہ یہ مادہ خبیثہ اعتدال پر آجائے اگر ایک مرتبہ اس کو دبا دیا جائے اور اس کا زہر نکال دیا جائے تو اس کے بعد جب اس غصے کو استعمال کیا جائے تو پھر ان شاء اللہ صحیح جگہ پر استعمال کیا جائے گا۔

لیکن شروع شروع میں کسی بھی موقع پر غصہ نہ کرو... چاہے تم کو یہ معلوم ہو کہ یہاں غصہ کرنے کا مجھے حق ہے... پھر بھی نہ کرو اور جب یہ غصہ قابو میں آجائے تو پھر اگر غصہ کیا جائے تو وہ غصہ حد کے اندر رہتا ہے حد سے آگے نہیں بڑھتا اور اعتدال سے متجاوز نہیں ہوتا... (از اصلاحی خطبات جلد ۸)

# آداب کا اہتمام کیجیے

محمد انور عثمانی

ادب کیا ہے؟....اپنی ذات کی نفی کر کے دوسروں کو راحت پیش کرنا....اور دوسروں کی دل آزاری کا باعث بنا بے ادبی ہے....اسی طرح حُسنِ اَخلاق، تسلیم و رضا، عاجزی و درماندگی، اطاعت و فرمانبرداری، احترام و نرم خوئی ادب کی علامات ہیں....ہمیں اکثر محافل....شادی بیاہ، تقریبات....رشتہ داروں اور دوستوں یاروں کی دعوتوں میں چند ایسے افراد ملتے ہیں....جو لاشعوری طور پر ایسے کام کرتے پائے جاتے ہیں....جن کا انہیں خود علم نہیں ہوتا....کہ ان کا یہ فعل کسی دوسرے کیلئے کتنی اذیت کا باعث ہے۔

رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہمراہیوں کا کس قدر خیال فرماتے تھے۔ اس کا اندازہ صرف اس ایک واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر میں تھے، آپ کے ساتھ خواتین بھی تھیں۔ اونٹ والا مشہور عالم اشعار، جنہیں اہل عرب ''حدی'' کہتے تھے، گنگنانے لگا، اونٹ حدی سن کر تیز دوڑنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حدی آہستہ پڑھو ان آبگینوں (خواتین) کو کیوں توڑتے ہو؟''

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مکمل زندگی اور زندگی کے ہر ہر گوشہ کو بہترین نمونہ اور روشن راستے کے طور پر پیش فرمایا۔ ان سے راہنمائی لے کر انسان اپنے قول و فعل، عادات و اطوار کو سنوار سکتا ہے۔ معاشرے میں حُسن تب پیدا ہوگا جب ہم والدین، ازدواجی زندگی، اولاد کی پرورش، دوستی، مہمانی، میزبانی، مجلس، سلام، عبادت، ملاقات، گفتگو، کاروبار، غرض جملہ معاشرتی امور میں ادب سلیقہ، وقار و شائستگی، نظافت و پاکیزگی، ترتیب و تنظیم، لطافت و احساس، حُسنِ ذوق، اعلیٰ ظرفی، شرافت طبع، ہمدردی و خیر خواہی، شیریں کلامی، تواضع و انکساری، ایثار و قربانی، بے غرضی و اخلاص، استقلال و پامردی، فرض شناسی و خدا ترسی اور پرہیزگاری و تقویٰ سے اپنی زندگی کو آراستہ و پیراستہ کریں گے۔

سوال یہ نہیں کہ ہمارا نوجوان بگڑ رہا ہے بلکہ سوال یہ ہے کہ آنے والی نسلوں کی تربیت اسلامی طور طریقوں پر کیسے ہوگی؟

سلیقہ و تہذیب کے تمام جملہ آداب جن میں نمایاں طہارت و نظافت، صحت، لباس، کھانے پینے، سونے جاگنے، غم و خوشی اور سفر و حضر کے آداب اسی طرح حسنِ بندگی، مسجد، نماز، تلاوت، قبرستان، روزہ و حج اور زکوٰۃ و صدقات کے آداب سے آج کا نوجوان بالکل نابلد ہے۔ مقولہ ہے کہ الدین کلہ ادب، یعنی دین پورے کا پورا ادب ہے۔ اغیار کے چنگل میں پھنسا ہمارا ذہن آداب زندگی کو فراموش کر چکا ہے۔ دین صرف جائے نماز، تسبیح تک محدود سمجھا جانے لگا ہے۔ ہماری دینی حمیت سو چکی ہے۔ ہم اپنی زندگی کو دینی آداب سے سنوار کر اپنے رب کی خوشنودی حاصل کریں کہ ہمیں اس کی ضرورت ہے اور معاشرے میں پھیلتی برائیوں پر نظر رکھنا اور ان کا قلع قمع کرنا بھی ہمارا دینی فریضہ ہے۔

آداب کی رعایت....آدمی کے وقار اور شخصیت کو دوچند کر دیتی ہے

# آخرت کی تیاری کرنی ہے ضرور... جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور

حدیث شریف میں ہے کہ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک جتنی بھی تکلیفیں انسان پر آتی ہیں.... موت کی تکلیف اُن سب سے زیادہ ہے.... اور موت کے بعد آنے والے مراحل کی تکلیف موت سے کہیں زیادہ ہے۔ (طبرانی)

آج کل اکثر اموات ہسپتالوں میں ہوتی ہیں۔ افسوس کہ وہاں مریض کو آخری لمحات میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ یہ مرنے والے پر بہت بڑا ظلم ہے۔ ایسے وقت حاضرین ڈاکٹر اور سٹاف کو چاہیے کہ اونچی آواز سے کلمہ طیبہ پڑھیں تاکہ مرنے والا زبان سے نہیں تو کم از کم دل میں شہادت دیتے ہوئے رخصت ہو۔

سکرات اور جان کنی کے لمحات نہایت قیمتی اور گویا ساری زندگی کا خلاصہ ہوتے ہیں۔ جہاں سے زندگی کے ایک سفر کا اختتام اور دوسرے سفر کا آغاز ہوتا ہے۔ اس لیے فرمایا گیا کہ مرنے والے کے سامنے کلمہ شہادت اور کلمہ طیبہ کا ورد کریں اور مرنے والے کی کامیابی کی دُعا کریں۔ (ابوداؤد)

موت اور اس کے لمحات اور موت کے بعد اللہ تعالیٰ اہل ایمان کیلئے قدم قدم پر آسانی اور اکرام کا معاملہ فرماتے ہیں۔ ایک بزرگ سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت! موت اور اس کے مراحل میں حسن خاتمہ کی بڑی فکر رہتی ہے۔ بزرگ نے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ موت کے وقت اہل ایمان پر اپنی محبت غالب فرمادیتے ہیں جس سے وہ خوش خوش دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔

## عزیز واقارب کی ذمہ داریاں

1. قریب المرگ کے پاس ایسے شخص کو رہنے کا موقع دیں جسے وہ اپنے حق میں پُرخلوص سمجھتا ہو۔ تاکہ آخری لمحات میں وہ کوئی وصیت ہدایات یا کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہو، تو کرسکے۔
2. قریبی ساتھی غیر محسوس طریقے سے اسے یاد دلا سکتا ہے کہ اس کے ذمہ حقوق اللہ یا حقوق العباد کے متعلق کوئی کمی بیشی ہو تو وہ وصیت بیان کردے۔
3. مریض کے کمرے میں شور و ہنگامہ سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ مریض کی تکلیف میں اضافہ نہ ہو۔
4. ایسے وقت میں اہل وعیال و عزیز واقارب کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے وہ شخص مایوس ہو جائے یا دنیا چھوڑنے کی حسرت میں مبتلا ہو۔ بلکہ اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی وسعت کا ذکر کیا جائے۔
5. اگر حالت زیادہ بگڑنے لگے تو آخری دو سورتیں اور دُعائیں پڑھ کر جسم پر ہاتھ پھیرنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ سب سے زیادہ، عقلمند اور ہوشیار کون سے لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو موت کو زیادہ یاد کریں گے اور مرنے کیلئے تیاری کریں گے یہی لوگ عقلمند ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کی بزرگی لے گئے۔ (از کتاب آخرت کا سفر)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی فکر آخرت نصیب فرمائے آمین

# مومن کا ہر لمحہ ربیع الاوّل ہے

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک وعظ سے ماخوذ

## خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ عشق ومحبت کا حاصل تو یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر زندگی کی ہر سانس فدا کرتے... صبح وشام... کوئی دن ناغہ نہ کرتے... کثرت سے درود شریف پڑھتے اور کثرت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا مذاکرہ کرتے... اگر ہم لوگ ایک ایک سنت زندہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کتنی خوش ہوتی... اگر آج امت کے سب مرد ڈاڑھیاں رکھ لیں... پانچوں وقت کی نماز جماعت سے پڑھنے لگیں... اپنے ٹخنے کھول لیں اور جتنی سنتیں ہیں ان سب پر عمل کریں... گانا بجانا چھوڑ دیں تو بتاؤ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کتنی خوش ہوگی... وہ شخص ظالم ہے جو ایک سیکنڈ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو بھول جائے آپ کی محبت جزو ایمان ہے... لہٰذا جو شخص آپ کی رسالت پر ایمان نہ لائے اس کا کلمہ درست نہیں ہے... اگر رات دن لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے اسے نجات نہیں ملے گی... جب تک وہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہیں پڑھے گا... یعنی اگر آپ کی رسالت پر ایمان نہیں لائیگا جہنم میں جائیگا... اللہ تعالیٰ کے بعد پوری کائنات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں ہے... بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان مرتبہ

علماء نے لکھا ہے کہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی تو ایسا کہنا مکروہ ہے... بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی... کیونکہ آپ بحیاۃ طیبہ خاص حیات سے مشرف ہیں اور روضہ مبارک پر حاضر ہوکر جو صلوۃ وسلام پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے صلوۃ وسلام کو سنتے ہیں اور جواب بھی عطا فرماتے ہیں... اسی طرح علماء کرام کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ زمین کے جس ٹکڑے پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک رکھا ہوا ہے... زمین کا وہ ٹکڑا عرش اعظم سے افضل ہے... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جزو ایمان ہے... اس کے بغیر ایمان ہی قبول نہیں۔

## حقیقی میلاد شریف

ہمارا ربیع الاول تمام سال ہے... ہمارا میلاد شریف ہماری زندگی کی ہر سانس ہے... ہماری ہر سانس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبی ہوئی ہے... یہ تھوڑی کہ سال میں ایک مرتبہ جھوم جھوم کر پڑھ لیا اور سارے سال نافرمانی کرتے رہے جو بھی اتباع سنت کرتا ہے اس کا سارا سال ربیع الاول ہے... کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں تشریف لانے کا مقصد یہ تھا کہ بندے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلیں اور خدا کے غضب اور قہر کے اعمال سے بچیں... یہ اصلی مولود شریف ہے... حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کی محبت کا حق وہ ادا کرتا ہے جو گناہ چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ پر اپنی جان فدا کر دے...

## ہر ماہ اور ہر سانس ربیع الاول ہے

دوستو! اصل ربیع الاول اس کا ہے جو رات دن ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد رکھتا ہے... سال میں ایک مہینہ کیلئے نہیں... ایک دن کیلئے نہیں... بارہ ربیع الاول کیلئے نہیں... جس کی ہر سانس بارہ ربیع الاول ہے جو اللہ کے نبی کی سنت پر زندہ رہتا ہے... ہر سانس میں سوچتا ہے... اور اہل علم سے پوچھتا ہے کہ یہ خوشی کیسے مناؤں... شادی کیسے ہو؟ غمی کیسے ہو؟ ساری سنتیں پوچھتا ہے اور سنت پوچھ کر سنت کے مطابق خوشی اور غمی کی تقریبات کرتا ہے تو جس کی ہر سانس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر فدا ہو... اس کی ہر سانس بارہ ربیع الاول ہے اور بارہ ربیع الاول کو جلوس اور چراغاں کرنا اگر اچھی چیز ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور کرتے... کیونکہ وہ جان فدا کرنے والے تھے... پروانہ شمع رسالت تھے... وہ اس پر ضرور عمل کرتے... لیکن شریعت نے ان چیزوں کو منع کیا ہے کہ اسراف وفضول خرچی مت کرو آگ جلانا... اور جگہ جگہ چراغاں کرنا ہندوؤں اور مجوسیوں کا طریقہ ہے۔

## ہم چراغاں کیوں نہیں کرتے؟

اگر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی رضی اللہ عنہم نے مسجد نبوی میں چراغاں نہیں کیا تو الحمدللہ! ہماری مسجدیں بھی صحابہ کرام کی یادیں ہیں۔ خدا کے ان عاشقوں کی نقل کر کے ہمیں کوئی حسرت نہیں، تم کچھ بھی کہتے رہو ہمیں اس پر کوئی ندامت نہیں ہے

> جو سانس اللہ تعالیٰ پر فدا ہو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر فدا ہو یہ ہے اصلی مولود شریف... ایک ایک سنت کو سیکھئے اور اس پر عمل کیجئے... یہ ہے ربیع الاول... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی لئے تشریف لائے تھے... سب سے بڑا ربیع الاول یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو عملی طور پر اختیار کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رات دن دُرود شریف پڑھیں... یہ ہے اصلی چیز۔

بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں جس نے ہمیں ان کی اتباع کی توفیق دی اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! ہماری زندگی صحابہ کی سنت کے مطابق ہو جائے جس کی ہم کوشش کر رہے ہیں، ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ ہم نے کامل اتباع کر لی لیکن ہم کم سے کم کچھ کوشش کرتے ہیں کہ ان کے طریقے پر ہمارا ربیع الاول گزرے۔ جیسے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا ربیع الاول تھا۔ ہم ان صحابہ کے مطابق ربیع الاول گزارنا چاہتے ہیں... ہم ایک سانس بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھولنا بے وفائی اور اپنے ایمان کا ضیاع اور تباہ کاری سمجھتے ہیں۔ ہم پناہ چاہتے ہیں کہ ہمارا کوئی عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ ہو۔

## متبع سنت کیلئے دستور العمل

آنکھوں کی سنت یہ ہے کہ جن چیزوں کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ان چیزوں سے ہم اپنی آنکھوں کو بچالیں، جس نے یہ کر لیا نبی کی سنت اس نے ادا کر دی۔ ربیع الاول کی حقیقت اس نے پالی جس نے اپنے کان کو گانا سننے سے بچالیا اس نے ربیع الاول کی حقیقت پالی، جس نے اپنی زبان کو گناہ سے


کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں.... یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

بچایا جس نے اپنی شرمگاہ کو گناہوں سے بچایا اور اپنی زندگی کو حرام کاریوں سے بچایا، اللہ کے غضب و قہر کے اعمال سے بچایا اس کو ہر وقت ربیع الاول کی حقیقت حاصل ہے۔ روزانہ درود شریف پڑھئے، ہر وقت دعا کے آگے پیچھے درود شریف پڑھئے۔ سبحان اللہ! کسی وقت بھی ہمارا ربیع الاول ہم سے الگ نہیں۔

شکر ادا کرو کہ صحابہ کے مطابق ہمارا ربیع الاول گزرا ہے... سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اگر مسجد نبوی میں چراغاں نہیں کیا تو آج الحمدللہ ہماری مسجد میں بھی چراغاں نہیں ہوا... الحمدللہ! یہاں سنت کا نور ہے... سنت کا چراغ دل میں جلاؤ، سنتوں پر عمل کرو... ایک سنت کا نور سورج چاند سے بڑھ کر ہے... جس نے سنت پر عمل کر کے سنت کا نور حاصل کر لیا اس کو ان چراغوں سے ان بلبوں سے کیا نسبت؟ اس کے دل میں تو سورج اور چاند سے زیادہ نور آ گیا کیونکہ سورج اور چاند مخلوق کا نور ہے اتباع سنت سے خالق کا نور دل میں آتا ہے۔

تسخیر مہر و ماہ مبارک تمہیں مگر
دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے تشریف لائے تھے کہ صرف ربیع الاول میں امت آپ کی محبت میں شعر پڑھ لے... جلوس نکال لے اور گھوڑے پر بیٹھ جائے۔

بس دعا کیجئے! اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر اور آپ کی ایک ایک سنت پر جان دینے کی توفیق عطا فرمائے... اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہمارے سینوں میں بھر دے۔

ہم اس قابل نہیں ہیں... ہمیں اس کا استحقاق نہیں ہے... لیکن اے اللہ!... آپ بھی کریم ہیں.... اور آپ کا نبی بھی کریم ہے۔

یارب تو کریمی و رسول تو کریم

یا اللہ! تو بھی کریم ہے اور تیرا نبی بھی کریم ہے.... دو کریموں کے کرموں میں ہماری کشتی ہے۔

اے خدا! ہم سب کو توفیق عطا فرما دے کہ ہم آپ کے فرمان عالیشان کو سر آنکھوں پر رکھ کر اس پر عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سچی اتباع سنت اور صحیح اور حقیقی ربیع الاول نصیب فرمائے... یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اتباع والی نصیب فرمائے اور جذبہ ایمان اور جذبہ محبت رسول حضرات صحابہ والا ہم سب کو نصیب فرمائے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بدعات سے محفوظ فرمائے آمین۔

## علمائے حق اور اتباع سنت

مولانا ابن الحسن عباسی مدظلہ لکھتے ہیں۔

برصغیر کے علمائے حق کی جماعت وہ جماعت ہے جس کے شب و روز کا ایک ایک عمل، جس کی زبان کا ایک ایک قول اور جس کی زندگی کا ایک ایک معمول...... سنت رسول کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا، معاملات سے لے کر عبادات تک اور اخلاق و عادات سے لے کر معاشرت تک ہر ہر شعبے میں ان کی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا نمونہ تھی، اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، آتے جاتے، ملتے جلتے ...... اس طرح کے بے شمار طبعی امور میں بھی سنتوں کا نہ صرف خیال رکھتے بلکہ پابندی کے ساتھ ان پر عمل پیرا بھی ہوتے کہ عشق رسول نام ہی اتباع رسول کا ہے، اتباع رسول کے بغیر عشق رسول کا دم بھرنا، عشق و محبت کی نزاکتوں کی توہین نہیں تو اور کیا ہے!۔ (از کرنیں)

# کامیابؑ زندگی کا راز

کامیابی اور ترقی کے لیے تعلیم کا ہونا ضروری نہیں، تعلیم تو شعور دیتی ہے، ہم تعلیم حاصل ہی اسی لیے کرتے ہیں کہ اونچی نوکری ملے، پیسہ و شہرت ملے جب کہ اس سب کے لیے تعلیم کی نہیں بلکہ فن کی ضرورت ہے، فٹ بال، کرکٹ، سکواش کھیلنے والے غیر تعلیم یافتہ یا تعلیم ادھوری چھوڑنے والے کھلاڑی ارب پتی بن جاتے ہیں۔ اس زمانے میں پیسے والے کی عزت ہے۔ لہٰذا یہ سمجھنا کہ اعلیٰ تعلیم سے دولت اور ترقی ملتی ہے فقط دھوکا ہے۔ اگر تعلیم سے ہی روپیہ کمایا جاسکتا تو آج ہر پروفیسر کروڑ پتی ہوتا۔

دُنیا میں اس وقت ساڑھے 9 سو سے زائد کروڑ پتی ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی ماہر تعلیم یا پروفیسر نہیں، دُنیا میں ہمیشہ درمیانے پڑھے لکھے لوگوں نے ترقی کی ہے۔ والٹیئر کا قول ہے: میں نے ہمیشہ عظیم لوگ جھونپڑوں سے نکلتے دیکھتے ہیں۔ تمہیں وقت کی قدر کو پہچاننا ہوگا، تمہیں اپنے اندر ہمت و حوصلہ پیدا کرنا ہوگا، تمہیں محنت کرنا ہوگی، اپنے لیے میدان متعین کرو، ایسا نہ ہو دوڑتے چلے جاؤ اور ہاتھ کچھ نہ آئے بلکہ تم میدان متعین کر کے کمر کس لو، پھر پیچھے مڑ کے نہ دیکھو، استقامت سے محنت کرو۔ تھامسن ایڈسن کہا کرتا تھا کامیابی ایک فیصد رغبت اور ننانوے فیصد محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ تم محنتی بن جاؤ، محنت کرو گے تو دُنیا تمہارے لیے خالی ہوگی۔ محنت کا متبادل کوئی نہیں۔"

یاد رکھو! اگر تم ہارو گے نہیں تو تم کبھی کامیابی کا مزہ نہیں چکھ سکتے، محنت اور کوشش کرنے والے کبھی ناکام نہیں ہوسکتے، محنتی کو صلہ ضرور ملتا ہے، یہ قدرت کا قانون ہے، تم مستقل مزاجی سے چلتے رہو، بعید نہیں کہ تم کامیاب ہو جاؤ، اب تک جو ہوا سو ہوا، اب کام متعین کرو، وقت کی قدر کرو، اسے منظم کرو کہ گیا وقت ہاتھ نہیں آتا، اپنے اندر حوصلہ پیدا کرو۔

"میرا ایک دوست بالکل اَن پڑھ انگوٹھا چھاپ ہے۔ ایک بڑی کمپنی کا مالک ہے، اس کے ہاتھ تلے ڈیڑھ دو ہزار لوگ کام کرتے ہیں، وہ سب کے سب اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ ایم اے، ایم کام، ایم ایس، ایم ایس سی، ایم فل کر کے لوگ اس کے پاس ملازمت کررہے ہیں، وہ کہا کرتا ہے ان سب میں حوصلہ نہیں، انہیں اپنے آپ پر اعتماد نہیں، یہ یقین کی دولت سے محروم ہیں، انہیں ڈر ہے کہ ہم ناکام نہ ہو جائیں حالانکہ یہ سب اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں، مجھ سے عقل، شعور، علم، دماغ، وژن میں تیز ہیں مگر حوصلہ جو نہیں۔ اگر یہ غفلت کی چادر اُتار پھینکیں، اپنے اندر یقین، حوصلہ اور خود اعتمادی پیدا کرلیں تو یہ دُنیا پر حکومت کریں۔"

یہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ عزت کا معیار رب کریم کے ہاں تقویٰ ہے۔ اُس پاک ذات کی بارگاہ میں وہی شخص عزت دار ہے جو اُس سے ڈرنے والا، اس کا مقرب ہے جس کی گردن میں زیادہ عاجزی اور جس کے دامن میں زیادہ نیکیاں ہوں۔

# دِین کی محنت ... اہمیت اور حیثیت

صوفی محمد راشد
ڈیرہ اسماعیل خان

اللہ تعالیٰ کی اس کائنات میں... انسان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے... اور اسے اشرف المخلوقات کا لقب دیا گیا... اگر یہ انسان اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق چلے... تو فرشتے اس کے خادم بن جاتے ہیں اور طبیعت کی چاہت پر چلے... تو اسے جانوروں سے بھی بدتر کہا گیا ہے

انسان نسیان سے ہے یعنی بھولنے والا... لہٰذا انسان کو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق چلانے کیلئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ شروع فرمایا گیا۔ بالآخر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ہی انبیاء و رسل علیہم السلام کے سلسلے کو ختم کر کے دین کی محنت کا کام افرادِ اُمت کے سپرد کر دیا گیا۔ گویا یہ اُمت تبلیغ کے حوالے سے نائب نبوت ہے۔

تاہم اس کے ساتھ یہ حقیقت بھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے شریعت کے احکام نازل فرمائے ہیں تو ساتھ ہی وہاں اُن احکام کی درجہ بندی بھی خود ہی طے کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ احکام فرض اور واجب، کچھ سنت اور مستحب، کچھ فرض کفایہ کہلائے جاتے ہیں۔ لہٰذا کسی حکم کو اپنے طور پر ایسی اہمیت دینا یا ایسا انداز اختیار کرنا کہ اس کی شرعی درجہ بندی تبدیل ہو جائے اس کا کسی کو اختیار نہیں۔

تمام علماء کا اتفاق ہے کہ تہجد اُمت کیلئے سنت کا درجہ رکھتی ہے لیکن عملاً تمام صلحاء تہجد کی واجب کی طرح پابندی کرتے ہیں لیکن اسے کبھی کسی نے واجب نہیں کہا۔ تہجد کی پابندی اس کی اہمیت اور نافعیت کی بنا پر ہے لیکن اس اہتمام کے باوجود اسے واجب کہنے کی کوئی بھی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ یہ شریعت کی طے شدہ درجہ بندی کی خلاف ورزی ہوگی۔

اس بات سے کوئی بھی ہوشمند انکار نہیں کر سکتا کہ اس وقت دینی لحاظ سے اُمت میں جو بگاڑ آ چکا ہے اس کیلئے دین کی محنت کی جتنی اہمیت اور ضرورت ہے اس سے کوئی بھی کلمہ پڑھنے والا مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ ہر ہر فرد کو اپنی اپنی حیثیت کے مطابق دین کی محنت کرنا لازمی ہے لیکن دین کی محنت کے کسی خاص انداز کو فرض عین بھی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

فرض عین سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی خاص انداز کی محنت کیلئے شرکت پر اس درجہ کا اصرار نہیں ہونا چاہئے جیسے فرض عین کیلئے کیا جاتا ہے۔ ہاں ترغیب میں کوئی حرج نہیں اور اس بات کو شرعی درجہ بندی کی بنا پر کہا ہے نہ کسی انداز کی محنت کی نافعیت سے انکار مقصود ہے۔ دین پر چلنا تو سب پر فرض ہے لیکن تبلیغی محنت کیلئے نکلنا علی الاطلاق سب پر فرض نہیں۔

لہٰذا افراط و تفریط جو دونوں طرف سے پایا جاتا ہے اس کی اصلاح ضروری ہے۔ تفریط (کمی) کا تو یہ عالم ہے کہ اُمت کا ایک طبقہ "اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" سے آگے بڑھنے کا ارادہ ہی نہیں کرتا۔ حالانکہ اللہ پاک قسم کھا کر ارشاد فرما رہے ہیں کہ خسارہ سے بچنے کیلئے دیندار بننا کافی نہیں بلکہ احکام کو زندہ کرنے کی سعی و کوشش بھی اُمت کے ذمہ ہے۔

جبکہ دوسری طرف افراط (زیادتی) کا یہ عالم

ہے اگر چہ دین کی محنت کے حوالے سے دین کے کئی شعبے اور محنت کے مختلف انداز ہیں لیکن ایک ہی شعبے والوں کا خود کو دین کی محنت کرنے والا سمجھنا یا خاص انداز کی محنت ہی کو اصل سمجھنا دین کے مجموعی مزاج کے خلاف ہے۔ تبلیغی جماعت کے امیر ثانی حضرت جی مولانا یوسف صاحب رحمہ اللہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت لاہوری رحمہ اللہ نے جو نصیحت فرمائی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ جماعت اس وقت تک خیر پر رہے گی جب تک یہ سمجھتی رہے گی کہ دین کا کام ہم بھی کر رہے ہیں اور جب یہ سمجھنے لگے گی کہ دین کا کام ہم ہی کر رہے ہیں تو پھر یہ سوچ اس کیلئے نقصان کا باعث ہوگی۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص دین کے کسی بھی شعبے میں لگا ہوا ہے یا جس انداز کی محنت کر رہا ہے تو اس کی اہمیت و نافعیت سب اپنی جگہ مسلم لیکن اس کی شرعی حیثیت سے انحراف بھی نہیں کرنا چاہئے۔ کسی نظام کی ترتیب جو بزرگوں کی طرف سے طے کردہ ہو تو اس کا شرعاً وہ درجہ نہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی تربیت و ہدایات کا مقام ہے۔

یہ ساری گفتگو شرعی حیثیت کی بنا پر کی گئی ہے۔ اس سے یہ مقصود ہرگز نہیں کہ دین کے کسی شعبے یا خاص انداز کی اہمیت سے انکار ہے بلکہ تمام دین کی محنت کرنے والوں کو دوسروں کی محنت کو نگاہ قدر سے دیکھتے ہوئے رفیق بننا چاہئے نہ کہ فریق.....

دین کی محنت اور اُس کی شرعی درجہ بندی کے متعلق بعض کوتاہیوں کے بارے میں بندہ نے حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی سے استفادہ کیا تھا حضرت نے اس کا تفصیلی جواب مرحمت فرما دیا۔ یہ مکتوب فتاویٰ عثمانی میں شائع ہو چکا ہے اس کے مطالعہ سے بہت سی غلط فہمیوں کی اصلاح ہوگی اور یہ مضمون گویا اس مکتوب کا حاصل اور خلاصہ ہے۔ نیز حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب ''تبلیغ کی شرعی حیثیت'' کا مطالعہ بھی بہت نافع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی شرعی ذمہ داریوں کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی اساس ہے.... یہی وہ بنیادی پتھر ہے... جس پر دین اسلام کی عمارت کھڑی ہے... یہی وہ عقیدہ ہے جو جسد اسلام کی روح ہے... اس عقیدہ کی اہمیت و نزاکت کی وجہ ہے... کہ مسلمان ہر عہد میں تحفظ ختم نبوت کے لئے بڑے حساس اور چوکس رہے ہیں۔

تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب بھی کسی کمینہ خصلت نے تاج و تخت ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کی ناپاک جسارت کی... غیور مسلمانوں کی تلواریں اللہ کا انتقام بن کر اس کی طرف لپکیں اور اسے جہنم واصل کر دیا۔

مسلمانوں کی تاریخ ختم نبوت کے محافظوں کی قربانیوں سے بھری پڑی ہے... وقت نے جب بھی انہیں پکارا... وہ لبیک لبیک کی صدائیں دیتے آئے.. اور اپنی جانیں نچھاور کر دیں۔

تاریخ کے اوراق پر شہدائے ختم نبوت کے خون کی چمک رشک خورشید و قمر ہے۔

فرحمة الله عليهم رحمة واسعة

# کتاب دینی دسترخوان... علماء ومشائخ کی نظر میں

## ایک مقبول عام مستند اسلامی انسائیکلوپیڈیا

اللہ تعالیٰ کی عادت مبارکہ ہے کہ.... حالات اور ضرورت کے پیش نظر سعید روحوں سے مختلف دینی خدمات لے لیتے ہیں.... یہی معاملہ والد گرامی حضرت الحاج مولانا عبدالقیوم صاحب مہاجر مدنی دامت برکاتہم کے ساتھ ہوا کہ.... اہل اللہ ومشائخ کی طویل صحبت نے دینی خدمات کے لیے کمربستہ فرمادیا.... شدت سے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ دین کی جملہ بنیادی معلومات پر ایک مستند ذخیرہ ترتیب دیا جائے.... جو عوام الناس کیلئے دیگر متعدد کتب کے مقابلہ میں کافی ہو جائے.... چنانچہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اکابر مشائخ کی سرپرستی.... اور مستجاب دُعاؤں نے آپ کے ہاتھوں اسلامی تعلیمات کا ایک مستند ذخیرہ "دینی دسترخوان" کے نام سے مرتب کرادیا...

### "دینی دسترخوان" اکابر کی نظر میں

● **حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ**

حضرت مؤلف نے محنت شاقہ اور عرصہ کی مسلسل تلاش وجستجو سے اسلامی کتب کے عظیم ذخیرہ کو کھنگالا اور مفید مواد اس کشکول میں جمع کرتے چلے گئے۔ پھر اپنے خاص ذوق اور اللہ ورسول کے عشق و محبت کے خاص جذبہ کے تحت یہ تالیف وجود میں آئی۔ کتاب واقعی مختلف قسم کے دینی موضوعات پر مشتمل ہے۔ دلچسپی وجاذبیت کا یہ حال ہے کہ جس مقام سے شروع کریں چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ کوئی مسلمان گھرانہ اس سے خالی نہ رہے۔

● **حضرت مولانا محمد انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ**

"دینی دسترخوان" کے کیا کہنے، بہشتی زیور کے بعد اسی رنگ میں اس سے زیادہ جامع و مانع، مضامین کا تنوع، عنوانات کا تعدد، مضامین کی جامعیت ہر ایک دامن کش اس تالیف کے متعلق میرے تاثرات وسعت صحرا کے طالب ہیں۔

● **مولانا مفتی محمد القدوس خبیب مدظلہ العالی**

ہمارے بعض اکابر کی رائے یہ ہے کہ "دینی دسترخوان" علماء، طلباء، خطباء اور عوام سب کے لیے یکساں مفید ہے۔ ان شاء اللہ یہ "دینی دسترخوان" مہمان کی ضیافت کے لیے نہایت نافع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس دسترخوان چننے والے میزبان کو دارین میں اجر جزیل سے نوازیں آمین۔

● **حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی رحمہ اللہ**

"دینی دسترخوان" میں ہر طرز فکر کے صاحب ذوق مسلمان کیلئے اس کتاب میں مختلف موضوعات سے متعلق گوناگوں قیمتی مضامین نادر و مفید دینی معلومات بہت شگفتہ عام فہم اچھوتے انداز میں جمع کرنے کی پُرسوز دردمندانہ کامیاب سعی کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور مزید قبولیت ونافعیت تامہ نصیب فرما کر اہل اسلام کو اس سے بے حد مستفید فرمائیں آمین۔

اللہ تعالیٰ ہمیں مستند دینی کتب پڑھنے کی توفیق دیں آمین

# ماتحت افراد کی رعایت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ نے فرمایا: اگر آپ کا ایک نوکر اور ملازم ہے' آپ نے اس کو چار کام ایک ساتھ بتادیئے کہ پہلے یہ کام کرو... پھر یہ کام' پھر یہ کام کرنا اور پھر یہ کام کرنا... اس طرح آپ نے چار کاموں کو یاد رکھنے کا بوجھ اسکے ذہن پر ڈال دیا' اگر ایسا کرنا بہت ضروری نہیں ہے تو ایک ساتھ چار کاموں کا بوجھ اس کے ذہن پر نہیں ڈالنا چاہئے... بلکہ اسکو پہلے ایک کام بتادو... جب وہ پہلا کام کرچکے تو اب دوسرا کام بتایا جائے... وہ اسکو کرچکے تو پھر تیسرا کام بتایا جائے... چنانچہ حضرت نے خود اپنا طریقہ بتایا کہ میں اپنے خادم کو ایک وقت میں ایک کام بتاتا ہوں اور دوسرے کام جو اس سے کرانے ہیں انکو یاد رکھنے کا بوجھ اپنے سر پر رکھتا ہوں... نوکر کے سر پر نہیں رکھتا تاکہ وہ ذہنی بوجھ میں مبتلا نہ ہو جائے... جب وہ ایک کام کر کے فارغ ہو جاتا ہے تو پھر دوسرا کام بتاتا ہوں...

مفتی اعظم مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ اپنی زندگی کے آخری چار سال صاحب فراش رہے' دل کی تکلیف تھی... ہمارے دو بڑے بھائی شہر میں رہتے تھے... انکا معمول تھا کہ وہ اپنی بیوی بچوں کو لیکر ہر اتوار کو ملنے آیا کرتے تھے... شام کے قریب آیا کرتے تھے... عصر کے بعد والد صاحب کی نظریں دروازے پر ہوتیں... پانچ منٹ بھی دیر ہو تو انہیں مشکل محسوس ہوتی تھی... جب وہ آجاتے تو ہمارے گھر میں عید کا سماں ہو جاتا... سب خوش ہوتے' ہنستے بولتے' والد صاحب کے پاس بیٹھتے...

کبھی وہ رات کو رہنے کے ارادے سے آتے' کبھی صرف رات کا کھانا کھا کر واپس جانے کے ارادے سے آتے اور کبھی کھانا کھائے بغیر ہی واپس جانے کا پروگرام ہوتا تھا مگر جو کچھ بھی ہوتا پہلے سے طے ہوتا تھا...

ایک مرتبہ بھائی آئے ہوئے تھے اور پروگرام کھانا کھانے کا نہیں تھا' رہنے کا بھی نہیں تھا... مغرب کے بعد جانے کا تھا... ہم دونوں بھائی (مفتی رفیع عثمانی صاحب اور مولانا تقی عثمانی صاحب) اپنے بڑے بھائی کے سر ہو گئے کہ ہم نہیں جانے دینگے... آج رات آپ یہیں رہیں یا کم از کم کھانا کھا کر جائیں... لیکن وہ جانا چاہتے تھے...

ہماری یہ باتیں والد صاحب رحمہ اللہ سن رہے تھے جو برابر کے ایک کمرے میں تھے... انہوں نے مجھے اور مولانا تقی عثمانی صاحب کو علیحدگی میں بلایا اور فرمایا تم تو انہیں رکنے پر اصرار کر رہے ہو... تم نے اپنی اپنی بیویوں سے پوچھ لیا ہے یا نہیں کہ کیا انکے پاس اتنے آدمیوں کے کھانے کا انتظام ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے تو نہیں پوچھا... فرمایا کہ تمہاری تو زبان ہلے گی... ساری مشقت تو تمہاری بیویوں پر پڑے گی... اگر انہوں نے پہلے سے تیاری نہیں کر رکھی تو انہیں پریشانی ہوگی... انہیں روکنے سے پہلے تمہیں یہ بات دیکھنی چاہئے تھی کہ آسانی اور خوشی سے ان کے کھانے کا انتظام کرسکیں گی یا نہیں... یہ شریعت کی رعایتیں ہیں جنہیں اللہ والے جانتے ہیں اور ان کی صحبت سے یہ چیزیں نصیب ہوتی ہیں... اللہ تعالیٰ ہمیں دوسروں کی تکلیف کا ذریعہ بننے سے بچائیں آمین...



اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز قدر کی نہیں

# کامیابی کا پہلا زینہ...خود احتسابی

خواجہ مظہر صدیقی
ملتان

کسی نے سچ کہا ہے کہ ہروقت کفِ افسوس ملتے رہنا، مایوسی اور نااُمیدی کا اظہار کرتے رہنا زندہ لوگوں کی صفت نہیں ہوتی۔ میں چونکہ ٹرینر ہوں، مختلف تربیتی ورکشاپس اور سیمینارز میں شرکت کیلئے ملک بھر میں جاتا رہتا ہوں اس حوالے سے اکثر و بیشتر مختلف تقریبات، محافل اور مجالس میں نئی نسل کے ایسے کم ہمت اور بے حوصلہ نمائندگان سے ملاقات ہوتی ہے جو ہر ملاقات میں اپنے نصیب اور اپنی قسمت کا رونا روتے ہوئے ملتے ہیں وہ لوگوں اور حالات کی ستم ظریفیوں پر سب کو کوستے ہیں، وہ نظام کو بھی غلط کہتے اور سماجی ناہمواریوں اور ناانصافیوں کا شکوہ بھی کرتے ہیں۔

جب میں ایسے احباب سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے اپنے لئے کیا کیا؟ کوئی ایسا کام جو اُمید، یقین اور حرکت میں اضافے کا باعث بنا ہو؟ اور یہ بھی بتائیے کہ آپ نے شعور کے ساتھ نشانِ منزل تک پہنچنے کیلئے کتنی قوت، صلاحیت اور کوشش کو آزمایا ہے؟ اور میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے کبھی اپنے اندر احساس ذمہ داری کو پیدا ہونے دیا ہے؟ اور کیا آپ نے تعلیم کے ساتھ اپنی تربیت اور کردار سازی کو مساوی اہمیت دی ہے؟ اور صحیح صحیح بتائیے کہ آپ نے اپنے سماج کو کیا دیا ہے؟

میرے ان احباب کے پاس میرے سوالات کا آئیں بائیں شائیں کے سوا کوئی جواب نہیں ہوتا۔ مشاہدہ اور تجربہ بتاتا ہے کہ ایسے لوگوں کا کوئی دشمن نہیں ہوتا بلکہ خود اپنے ہی دشمن ہوتے ہیں، اور الزام حکومتوں، اداروں، سماج حتیٰ کہ اپنے والدین، دوستوں اور عزیز و اقارب کے سر تھوپتے ہیں۔ انہوں نے کبھی سنجیدگی سے اپنی غلطیوں، کوتاہیوں، کمیوں اور کجیوں کا جائزہ نہیں لیا ہوتا۔ آپ یقین کریں کہ باتوں، گلوں اور شکووں کے بادشاہ لوگ ہی عمل کے میدان میں اپنی سستی، کاہلی اور کم علمی کی وجہ سے وقت کی رفتار سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ دراصل یہ لوگ اپنی محنت، صلاحیت اور کارکردگی بڑھانے کی بجائے صرف اچھی قسمت کے منتظر ہاتھ پہ ہاتھ دھرے رہتے ہیں، اپنے مقدر اور قسمت کو آزماتے ہیں کہ وہ ان سے کیا کھیل کھیلتے ہیں؟ کسی آسمانی مدد کے منتظر ہی رہتے ہیں۔ ایسے افراد ہی یقین سے مایوسی کا سفر کرتے اور ناکام ٹھہرتے ہیں۔

یاد رکھیے! عربی کہاوت ہے کہ اپنا احتساب کرلو قبل اس کے کہ تمہارا احتساب کیا جائے۔ کوئی کسی کا دشمن نہیں ہوتا بلکہ آپ خود ان دشمن اور دشوار گزار حالات میں اپنے دشمن ثابت ہوتے ہیں۔ خود احتسابی کی عادت کو اپنا کر الزامات سے نکلا جاسکتا ہے۔ اس کیلئے خود کو بدلنے کا پہلا قدم بھی ان احباب کو خود اُٹھانا ہوگا۔ تبھی اندر اور باہر تبدیلی نمایاں انداز میں نظر آئے گی۔ اپنی غلطی یا کوتاہی تسلیم نہ کرنا اور اس کا ذمہ دار اپنی قسمت کو قرار دینے کا رویہ ایک بیوقوف انسان کی نشاندہی کرتا ہے۔ بعض اوقات قسمت بھی انتظار میں ہوتی ہے کہ اگر انسان کوشش کرے گا تو ہی اسے یہ چیز ملے گی۔ مگر کوشش نہ کرنے والا انسان خود اپنا دشمن ہوتا ہے۔

مشورہ اور محاسبہ کرنے والا کبھی ناکام و پریشان نہیں ہوتا

# اپنی زندگی میں اُولاد کو نمازِ جنازہ سکھا دیں

نیک اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہے لیکن اگر خدانخواستہ اولاد صالح نہیں تو وہ عام نمازیں جو فرض عین ہیں ادا نہیں کرتے تو نمازِ جنازہ جو کہ فرض کفایہ ہے وہ کس طرح ادا کریں گے تو نماز میں دُعا کرنا تو دُور کی بات ہے کہ وہ نماز ہی پڑھتے نہیں تو وہ دُعا کیا کریں گے۔

ایک صاحب علم بیان کرتے ہیں کہ میں ایسے لوگوں کو بھی جانتا ہوں کہ انہوں نے سگی ماں کا جنازہ بھی نہیں پڑھا۔ جنازہ گاہ آئے لیکن ایک طرف کھڑے رہے اور انہیں نماز پڑھنا نصیب نہیں ہوئی۔

آپ سوچیں کہ کوئی ایسا بدنصیب بھی ہوسکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ کسی کو نمازِ جنازہ نہ آتی ہو۔ ساری زندگی لوگوں کے جنازوں میں رسمی طور پر کھڑے ہو کر آجاتے ہیں۔ چونکہ دُعا اور طریقہ آتا نہیں اس لیے جاتے تو ہر جنازہ میں ہیں لیکن دیکھا دیکھی میں پڑھ کر آجاتے ہیں اور اگر حقیقی والدین فوت ہو جائیں تو کیا سب کچھ چھوڑ کر نمازِ جنازہ سیکھنے چلے جاتے ہیں؟ نہیں بلکہ کیا ہوتا ہے کہ ساری زندگی لوگوں سے فراڈ کیا، دھوکہ کیا تو آج اپنے سگے باپ یا سگی ماں کو تو دھوکہ نہ دو کہ نمازِ جنازہ آتی نہیں اور رسمی طور پر نماز میں شامل کھڑے ہیں تو اس سے بڑا بدبخت کون ہوسکتا ہے کہ سگی ماں کا جنازہ رکھا ہے اور بیٹے کو دُعا نہیں آتی۔ اگر اس کے اندر ضمیر ہو تو ڈوب کر مرجائے کہ اپنے باپ سے یا اپنی ماں سے فراڈ کررہا ہے۔ یہ اولاد کی بھی اور خود ماں باپ کی بھی کتنی بدنصیبی کی بات ہے۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ والدین جن کی اولاد نمازِ جنازہ ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور خود جنازہ پڑھانے کی اہلیت رکھتی ہے۔ کوئی جنازہ پڑھائے باعث برکت ہے لیکن ماں باپ کا جنازہ جس خلوص سے بیٹا پڑھا سکتا ہے کوئی دوسرا نہیں پڑھا سکتا۔

اپنی اولاد کو دین سکھاؤ انہیں اپنی زندگی میں نمازِ جنازہ سکھا دو۔ جو شخص روزانہ اپنے والدین کی مغفرت کیلئے دُعا مانگے خواہ والدین زندہ ہوں یا فوت شدہ تو اس کے رزق میں کبھی بے برکتی نہیں آسکتی۔ خوش نصیب ہیں جن کے والدین زندہ ہیں لیکن جن کے والدین فوت ہو چکے ہیں وہ دُعاؤں کا سلسلہ کبھی نہ چھوڑیں۔ پنج گانہ نمازوں میں بھی دُعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائیں اور ہمارے فوت شدہ والدین کی کامل مغفرت فرمائیں آمین۔

## گاما پہلوان.....عبرت و نصیحت

"گاما پہلوان" دُنیا کا عظیم ترین پہلوان تھا۔ اس کی روزانہ کی خوراک بیس سیر دودھ، تین پاؤ گھی، آدھ سیر مکھن، ایک سیر بادام کی گری، بارہ سیر گوشت اور تقریباً چھ سیر میوہ جات، مٹھائی بالائی، دہی اور لسی تھی۔ وہ "گاما پہلوان" کہ جس کی اتنی زیادہ خوراک تھی اور جس نے "زبسکو" جیسے عالمی شہرت یافتہ پہلوان کو ہوا میں اُچھال دیا تھا جب مرض الموت میں مبتلا ہوا تو اس کیلئے اپنے چہرے سے مکھیاں اُڑانا بھی مشکل ہوگیا تھا اور اُس کی خوراک بمشکل ایک پیالی دودھ رہ گئی تھی۔ (آئینہ تمثال: ج:1، ص:95)



اپنے معاملات کو واضح اور صاف نہ رکھنا بہت خطرناک غلطی ہے

# اولاد کی آخرت کا بھی خیال کریں

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے اولاد بھی عظیم نعمت ہے جس کی پرورش اور تعلیم و تربیت ہر مذہب والے کرتے ہی ہیں لیکن شریعت نے اس سلسلہ میں قدم قدم پر اجر و ثواب کا وعدہ کرکے اس نعمت کا دنیوی ہونا ہی نہیں بلکہ اخروی سعادت کا بھی ذریعہ بنا دیا ہے...آج کی مادی دنیا میں ہم نے اولاد کی کامیابی کا معیار یہ بنالیا ہے کہ اگر بچی ہے تو اس کا رشتہ کسی امیر گھرانے میں ہو جائے اگر بچہ ہے تو اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے اچھی جگہ افسر یا ملازم ہو جائے...اگر یہی نظریہ ہے تو اس کا نقصان وہ ہوتا ہم دن رات مشاہدہ کرتے رہتے ہیں...

## محض دنیاوی تعلیم کا نقصان

ایک صاحب نے اپنے بچوں کو اعلیٰ ڈگریاں دلوائیں' خود اپنا پیٹ کاٹ کر اولاد کی تعلیمی ضروریات پوری کرتا رہا لیکن یہ تعلیم صرف دنیا کی حد تک تھی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پڑھے لکھے بچے یہ سوچنے لگے کہ ہمارے والد نے ساری عمر ہمارے لئے کیا کیا ہے؟

یہ سوچ ان بچوں کے اعمال و کردار کو کس حد تک متاثر کرسکتی ہے اور یہی بچے والدین کی آنکھوں کو کیا ٹھنڈک پہنچا سکتے ہیں...اس کے تصور سے ہی روح کانپ اٹھتی ہے...

ساری زندگی دنیا کے پیچھے دوڑنے' اولاد کو بھی دنیا کا علم اور دنیا کمانے کا رنگ ڈھنگ سکھایا... کروڑوں کی جائیداد چھوڑی...والد کے مرنے کے بعد اولاد نے صرف یہی حق ادا کیا کہ موت پر چالیسواں و دیگر رسومات ادا کردیں...محترم والدین! بچے پھول ہیں جن کا دل و دماغ سادہ تختی کی مانند ہے ان کے خالی برتن میں وہی کچھ آئے گا جو والدین تربیت دیں گے... اگر ہم نے بچوں کی دینی تربیت کے مقابلے میں صرف دنیاوی تعلیم ہی کو اہم سمجھا تو اولاد دین و ایمان سے نابلد رہے گی تو اس میں قصور کس کا ہے؟

بچوں کی دنیاوی تعلیم کیلئے ہم کیا کچھ نہیں کر رہے اور ان کی دینی تعلیم و تربیت اور ان کے ایمان و اسلام کی حفاظت کیلئے کیا کررہے ہیں؟ یہ بات بھی صحیح ہے کہ دنیوی تعلیم ضروری ہے لیکن خدارا! مسلمان ہونے کے ناطے سوچئے دینی تعلیم اس سے بھی زیادہ اہم ہے...بچوں کے بہتر مستقبل کیلئے ہم اللہ کو ناراض کرکے انہیں غیر شرعی ماحول میں دنیاوی تعلیم دلوا رہے ہیں... جب اسی اولاد کیلئے اللہ کو ناراض کیا جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اسی اولاد کو والدین کیلئے بے سکونی اور اذیت کا ذریعہ بنا دیتے ہیں...

## اولاد کی دینی تربیت ضرور کریں

بچوں کو بچپن ہی سے اللہ و رسول کا نام سکھایئے اور ان کے معصوم دلوں میں اللہ کی محبت و اطاعت کا بیج بویئے...دینی تعلیم کے اثرات آپ کی اولاد کو نیک اور آپ کی آنکھوں کا نور بنا دیں گے...بچوں کا مستقبل یہی نہیں کہ ان کی اچھی جگہ نوکری یا افسری لگ جائے...اس مستقبل کے علاوہ ایک اور بھی مستقبل ہے

بہترین صدقہ وہ ہے جو صاحب توفیق دے اور اپنے عیال سے شروع کرے

یعنی آخرت جو اصل کامیابی وناکامی کا میدان ہے...

اولاد کو دینی تعلیم سے محروم رکھ کر آپ یہ خواہش رکھیں کہ میں رات دن ان کی دنیوی تعلیم کیلئے سرگرداں ہوں تاکہ بچے بڑے ہوکر میرا اور اپنا نام روشن کریں اور میرے بڑھاپے کا سہارا بنیں تو آپ کا یہ خیال اور خواہش عقل وفکر اور شریعت کی روشنی میں بالکل درست نہیں...اولاد کو دینی تعلیم دی ہوگی تو وہ والدین کا مقام پہچانیں گے اس لئے کہ والدین کا ادب واحترام ان کی خدمت اور ان کی فرمانبرداری یہ سب بنیادی چیزیں ہیں جو صرف دین ہی سکھاتا ہے...

## اولاد سے حقیقی خیر خواہی

اولاد کا ایمان اور نیک اعمال اصل سرمایہ ہیں جو انہیں دنیا میں بھی کامیاب کریں گے اور آخرت میں بھی آپ کیلئے ذریعہ نجات اور مغفرت کا سبب بنیں گے...اس لئے اولاد کے ساتھ حقیقی خیر خواہی کا تقاضا یہی ہے کہ کم از کم جس قدر توجہ اور فکر ان کی دنیوی تعلیم پر صرف کی جارہی ہے...خدارا! اتنی توجہ انکی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت پر بھی کی جائے اور ان کے مستقبل کو روشن کرنے کے ساتھ مستقبل بعید یعنی آخرت کو بھی منور کرنے کی فکر کی جائے...

## دینی تعلیم کی برکات واثرات

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے والد صاحب نے آپ کو دینی تعلیم دلوائی اور آپ کے بھائی اکبر علی صاحب کو دنیوی تعلیم دلوائی اللہ تعالیٰ نے دین کی برکت سے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو جو عزت وفضیلت عطا فرمائی...اس کو دیکھ کر آپ کے

جو بچے دینی تعلیم سے محروم لیکن دنیاوی معلومات میں چست وچالاک نظر آتے ہیں...ان کی مثال اس طرح ہے جیسے کسی بے جان چیز کو میک اپ کرکے سنوارا گیا ہو...لیکن مردہ جسم پر یہ بناؤ سنگھار کب تک چلے گا...ایک مسلمان کیلئے اصل زندگی روح کی زندگی ہے جس نے ہمیشہ رہنا ہے یہی وجہ ہے کہ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اسکے کانوں میں وحدانیت خداوندی کی لوری سنائی جاتی ہے تاکہ اس کے شعور میں یہ بات پیوست ہوجائے کہ میں مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا ہوں...

بھائی یہ حسرت کرکے رویا کرتے تھے کہ کاش مجھے بھی والد صاحب دینی تعلیم دلواتے...

ایک اور بزرگ کا سنا ہے جنہوں نے اپنے ایک لڑکے کو دینی تعلیم دلوائی اور دوسرے کو دنیوی تعلیم سے آراستہ کیا...بعد میں کسی نے دونوں بیٹوں کی تعلیم کا فرق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ جب میں گھر آتا ہوں تو عالم بیٹا میرے جوتے خود اتارتا ہے اور میری خدمت میں رہتا ہے جبکہ دنیوی تعلیم یافتہ بیٹا میری خدمت اور خیریت معلوم کرنے کیلئے اپنے نوکر کو بھیجتا ہے...

اپنے بچوں کی آخرت سنوارنے والے والدین کیلئے ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ والدین نے دینی تعلیم دلوائی اور اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک بنی...صرف بچے کی بسم اللہ سیکھنے پر والد پر ہونے والا عذاب قبر ہٹایا جاسکتا ہے تو انکی دینی تربیت کرنے پر دنیا وآخرت کیوں نہ راحت سے گزرے گی...اللہ تعالیٰ ہم سب کو فکر آخرت نصیب کریں آمین۔

# موسم سرما کی مفید غذائیں

حکیم ساجد الواجدی

## گاجر....ایک مفید ترین سبزی

گاجر اپنی غذائیت اور فائدہ کی وجہ سے دُنیا بھر میں بڑے پیمانے پر کاشت ہورہی ہے۔ اس میں وٹامن اے بڑی مقدار میں پایا جاتا ہے۔ گاجر کا استعمال بینائی کو طاقت دیتا ہے۔ نزلہ، زکام کی شکایت، مسوڑھوں اور دانتوں کی شکایت اس کے استعمال سے ختم ہو جاتی ہے۔ گاجر ایک طاقت بخش غذا ہے اس سے قلب اور ذہن کو تقویت ملتی ہے اور جگر کے فعل کو بہتر کام کرنے کی صلاحیت بخشتی ہے۔

گاجر پر لیموں چھڑک کر کھانا دل کی دھڑکن میں مفید ہے۔ اس کا حلوہ نہایت قوت بخش ہے۔

خواتین کو لیکوریا کے مرض میں گاجر ضرور کھانی چاہیے۔ لیکن دوران حمل گاجر کا جوس ہر گز استعمال نہ کریں کہ وہ پیشاب آور ہے۔

بچوں کیلئے گاجر کا استعمال مفید ترین ہے۔

سلاد میں گاجر اہم جزو ہے جو کہ دانتوں کی مضبوطی اور طویل العمری کیلئے نہایت مفید ہے۔

## موسمی....ایک فرحت بخش پھل

موسمی (مالٹا) میں وٹامن اے، بی اور ڈی موجود ہیں۔ ہاضمہ کی خرابی ایک عام مرض ہے۔ اس میں موسمی ایک بہترین غذا اور دوا ہے۔ اس سے معدہ کی تیزابیت دور ہو جاتی ہے۔ موسمی کا جوس پیشاب آور ہے اور بدن میں نقصان دہ فضلات خارج ہو جاتے ہیں۔

## مچھلی....بہترین گوشت

جسمانی پرورش میں مچھلی کا گوشت بہترین ٹانک ہے۔ مقوی ہے اور جلد جزو بدن بن جاتا ہے۔

ذہانت میں ترقی کیلئے بھی مچھلی بہترین غذا ہے۔ مچھلی کے گوشت میں پروٹین کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور یہ جسم کی نشوونما کیلئے بہترین کردار ادا کرتی ہے۔ مچھلی میں نشاستہ بڑی مقدار میں ہوتا ہے۔ اس لیے ذیابیطس کے مریض اطمینان سے کھا سکتے ہیں۔

## کھجور....بہترین ٹانک

کھجور ہر موسم کا میوہ ہے لیکن سرما میں اس کی افادیت دوچند ہو جاتی ہے۔ شہد، زیتون اور کھجور۔ ان تینوں کا استعمال عرب میں بکثرت ہے اور یہی چیزیں اہل عرب کی صحت اور طویل العمری کی وجہ ہیں۔

کھجور بنیادی طور پر غذائیت سے بھرپور ہے۔

یہ قوت میں بے حد اضافہ کرتی ہے۔

اب یہ صرف عرب کی غذا ہی نہیں رہی بلکہ امریکہ، انگلینڈ وغیرہ میں کھجور سے تیار شدہ جیمز اور مشروبات روزمرہ کی خوراک بن چکے ہیں۔

کھجور کو پانی میں بھگو کر اس کا پانی پیا جائے تو یہ جگر کی اصلاح کرتا ہے اور طبیعت سے نشہ آور ادویہ کی گرانی دور کرنے کیلئے مفید پائی گئی ہے۔

الغرض کھجور ایک کثیر المنافع غذا ہے جو ہر عمر کے افراد کیلئے ہر لحاظ سے فائدہ بخش غذا ہے۔



صحت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے جس کی حفاظت فرض ہے

# نوابؒ بہاولپور کی دینی وملکی خدماتؒ

قیام پاکستان کے بعد نواب صادق پنجم صاحب (بہاول پور) بہت سخی ثابت ہوئے۔ انہوں نے حکومت کو 70 ملین روپے نقد دیئے اور پاکستان کے تمام حکومتی اداروں کے ملازمین کی تنخواہیں چھ ماہ تک بہاول پور ریاست کے خزانے سے ادا کی جاتی رہیں۔ نواب صاحب نے ملیر کراچی میں اپنی ذاتی جائیداد الشمس پیلس، حکومت پاکستان کو گورنر جنرل ہاؤس بنانے کے لیے تحفے میں دے دیا۔ انہوں نے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل قائداعظم محمد علی جناح کے استقبال میں اپنے ذاتی باڈی گارڈ اور رولز رائس کار بھجوائی۔

5/ اکتوبر 1947ء کو نواب آف بہاول پور نے حکومت پاکستان کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیے جس کے مطابق ریاست بہاول پور نے پاکستان کے ساتھ الحاق کرلیا۔ اس طرح ریاست بہاول پور وہ پہلی ریاست تھی جو پاکستان میں شامل ہوئی۔ 1947ء میں انہوں نے مسلمان مہاجرین کی حالت زار دیکھتے ہوئے اُن کے لیے فوراً اپنے بازو اور دیدۂ دل فراش راہ کردیئے۔ نا صرف یہ کہ ریاست میں مہاجرین کی آبادکاری کے فوری اقدامات شروع کردیئے گئے بلکہ مہاجرین کی امداد کے طریقہ کار کو ایک منظم ضابطے کے تحت سرانجام دینے کی نیت سے ایک مرکزی پلیٹ فارم مہیا کرنے کے لیے "امیر آف بہاول پور ریفیوجی ریلیف اینڈ ری ہیبلی ٹیشن فنڈ" کا اجراء بھی کردیا۔ قائداعظم نے نواب صاحب کی اس قابل قدر اعانت پر ان کو خراج تحسین پیش کیا۔

پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی جدوجہد 1950ء کی دہائی میں شروع ہوئی اور محمد ضیاء نے پر مارشل لا لگا کر اس تحریک کو کچلنے جیسے اقدامات کا سامنا کرتی ہوئی بالآخر 1974ء میں کامیابی سے ہمکنار ہوئی لیکن ریاست بہاول پور کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ قیام پاکستان سے بھی قبل بہاول پور ہائی کورٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا حالانکہ اس وقت برصغیر پاک وہند پر انگریزوں کی حکومت تھی جو مسلمانوں کو تقسیم کرنے اور انگریزی راج کے خلاف ان کے جذبۂ جہاد کو کچل دینے جیسے مقاصد حاصل کرنے کے لیے غلام احمد قادیانی کی پشت پناہی کررہی تھی۔ انگریزی راج میں ایک ریاست کی عدالت سے ایسا فیصلہ آجانا یقیناً وہاں کے سربراہ کی دین اسلام سے دلی وابستگی کا بین ثبوت ہے جبکہ دیگر ریاستوں کا انگریزوں سے ٹکر لینے کا سوچنا بھی محال تھا۔

## مذاکرہ کی رات

دو محدث نماز عشاء کے بعد باہم احادیث کا تکرار کرتے رہے۔ اسی مبارک شغل میں مصروف تھے کہ فجر کی اذان ہوگئی۔ ایک محدث نے دوسرے سے کہا کہ آج کی رات تو ہم نے خوب نیکیاں جمع کرلیں۔ دوسرے محدث نے فرمایا اگر ہمارے اس عمل پر پکڑ نہ ہو تو یہی بڑی بات ہے۔ دوسرے نے پوچھا میں آپ کی بات نہیں سمجھا۔ اس پر انہوں نے فرمایا: ہمارا یہ مذاکرہ صرف نفسانی خواہش پر مبنی تھا کہ ہم دونوں میں سے ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ دوسرے کے پاس میری اس بات کا جواب نہیں ہوگا۔

# خوداعتمادی پیدا کرنے والی 10 عادات

محترمہ بنت جہانزیب
کراچی

اگر شخصیت میں اعتماد ہو تو.... کم تعلیم کے باوجود زندگی میں ترقی ممکن ہے.... جبکہ خوداعتمادی سے محرومی.... اعلیٰ تعلیم اور صلاحیت کو بھی ماند کر دیتی ہے.... درحقیقت حقیقی اعتماد شخصیت میں ایک جادو سا بھر دیتا ہے.... ایسا ہونے پر لوگوں کو خود پر.... اور اپنی صلاحیت پر یقین ہوتا ہے.... اور خوداعتمادی سے بھرپور افراد میں.... کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں.... جنھیں کرنے سے گریز کرتے ہیں.... جو درج ذیل ہیں

## 1 جواز نہیں تراشتے

خوداعتماد لوگوں کو جس ایک چیز پر یقین ہوتا ہے وہ ذاتی تاثیر ہے۔ ان کا ماننا ہوتا ہے کہ وہ چیزوں کو بنا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے افراد کبھی بھی ٹریفک میں پھنسنے کی وجہ سے تاخیر یا ترقی نہ ملنے پر انتظامیہ کی شکایات نہیں کرتے، درحقیقت ایسے افراد کبھی بہانے یا جواز نہیں تراشتے کیونکہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ وہ اپنی زندگیوں پر کنٹرول رکھتے ہیں۔

## 2 ہمت نہیں ہارتے

خوداعتمادی کی دولت سے مالا مال افراد اپنی پہلی کوشش ناکام ہونے پر ہار نہیں مانتے، وہ اس کام میں سامنے آنے والی مشکلات اور ناکامیوں کو رکاوٹ کے طور پر دیکھتے ہیں جسے عبور کرنا ہوتا ہے۔ وہ بار بار ایک چیز مکمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ وہ یہ جاننے کی کوشش بھی کرتے ہیں کہ آخر ان کی ناکامی کی وجہ کیا ہے اور کس طرح اگلی بار اس سے بچا جا سکتا ہے۔

## 3 اجازت کا انتظار نہیں کرتے

خوداعتماد افراد کے لیے یہ ضروری نہیں کہ کوئی انہیں بتائے کہ کیا کرنا ہے یا کیسے کرنا ہے، وہ وقت ضائع کیے اور سوالات کیے بغیر اپنے کام کو نمٹاتے ہیں، وہ بس اپنے کام کو نمٹانا چاہتے ہیں اور اسے پورا کرتے ہیں۔

## 4 توجہ کی خواہش نہیں ہوتی

لوگ ان افراد کو زیادہ نہیں پسند کرتے جو توجہ حاصل کرنے کے لیے بے تاب ہوتے ہیں۔ خود اعتماد افراد جانتے ہیں کہ وہ اپنی حد تک کتنے موثر ہیں اور انہیں خود کو اہم ثابت کرنے میں دلچسپی نہیں ہوتی۔ ایسے افراد بس اپنے اندر درست رویہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ خود کو ملنے والی توجہ کو بھی دیگر افراد کے کام کی جانب مبذول کراتے ہیں۔

## 5 مسلسل تعریف کی ضرورت نہیں ہوتی

کیا آپ نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے جو چاہتا ہے لوگ اسے مسلسل سراہے؟ خوداعتماد افراد ایسا نہیں کرتے، انہیں نہیں لگتا کہ ان کی کامیابی کا انحصار دیگر افراد کی تعریف پر ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ جتنا بھی اچھا کام کریں، ہمیشہ کوئی نہ کوئی ایسا ہوگا جو لازمی تنقید کرے گا۔

## 6 کام ٹالتے نہیں

لوگ کاموں کو ٹالتے کیوں ہیں؟ کئی بار اس

کی وجہ بس یہ ہوتی ہے کہ وہ سست ہوتے ہیں جبکہ متعدد بار اس کی وجہ ان کا خوفزدہ ہونا ہوتا ہے۔ یعنی تبدیلی، ناکامی یا ہو سکتا ہے کامیابی کا خوف۔ خود اعتماد افراد کاموں کو ٹالتے نہیں کیونکہ وہ خود پر یقین رکھتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ ان کے اقدامات انہیں اپنے مقصد کے قریب لے جائیں گے۔

### 7 دوسروں سے موازنہ نہیں کرتے

ایسے افراد اپنے فیصلے دوسروں کے سر تھوپتے نہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہر ایک کے پاس کچھ نہ کچھ خاص ہوتا ہے اور انہیں دیگر افراد کی ہمت یا حوصلہ توڑنے کی ضرورت نہیں ہوتی تاکہ خود اچھا محسوس کر سکیں۔ دیگر افراد سے موازنہ کرنا شخصیت کو محدود کرتا ہے۔ خود اعتمادی کے نتیجے میں لوگ اپنا وقت دیگر افراد سے موازنہ میں ضائع نہیں کرتے۔

### 8 تنازع سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے

خود اعتماد افراد کی نظر میں تنازع ایسی چیز نہیں جس سے ہر قیمت پر بچا جائے بلکہ وہ اسے ایسے دیکھتے ہیں کہ اس کو کیسے مؤثر طریقے سے نمٹائیں۔ ناخوشگوار بات چیت یا فیصلے کرنے سے وہ ہچکچاتے نہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ تنازع زندگی کا حصہ ہے۔

### 9 وسائل کی کمی کو آڑ نہیں بناتے

ایسے افراد اپنے راستے سے اس لیے پیچھے نہیں ہٹ جاتے کیونکہ ان کے پاس وسائل، عملہ یا رقم نہیں اس کے بجائے وہ آگے بڑھنے کے لیے کوئی راستہ ڈھونڈتے ہیں یا کوشش کرتے ہیں کہ ان کے بغیر ہی آگے بڑھ سکیں۔

### 10 بہت زیادہ مطمئن نہیں ہوتے

ایسے افراد جانتے ہیں کہ بہت زیادہ اطمینان ان کے مقاصد کے حصول کے لیے خاموش قاتل ثابت ہوتا ہے۔ جب وہ اطمینان محسوس کرنے لگتے ہیں تو اسے خطرے کی جھنڈی کے طور پر لیتے ہیں اور اپنی شخصیت کی حدود کو پھیلانے لگتے ہیں۔ ان کے خیال میں تھوڑا سا عدم اطمینان ذاتی زندگی اور کیریئر دونوں کے لیے اچھا ہوتا ہے۔

## جس کا کام....اُسی کو ساجھے

شیخ سعدی رحمہ اللہ اپنی حکایات میں یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک بیوقوف کی آنکھ میں درد ہوا۔ وہ جانوروں کے علاج کرنے والے ڈاکٹر کے پاس چلا گیا تاکہ اس کی آنکھ کا علاج کرے۔ اس ڈاکٹر نے وہی دوا جو وہ مویشیوں کی آنکھوں میں ڈالتا تھا، اس بیوقوف کی آنکھ میں ڈال دی جس سے اس کی آنکھ جاتی رہی۔

جھگڑا ہوگیا اور بیوقوف آدمی، حاکم کے پاس چلا۔ حاکم نے فیصلہ دیا کہ اس ڈاکٹر کو کوئی جرمانہ یا سزا نہیں۔ اگر یہ گدھا نہ ہوتا تو مویشیوں کے ڈاکٹر کے پاس ہرگز نہ جاتا۔

اس بات کا مقصد یہ ہے کہ تو جان لے کہ جو ناتجربہ کار کو بڑا کام سونپ دے وہ عقل والوں کے نزدیک بے وقوف گردانا جائے گا۔

# خواتینؒ کا محاسنِ اسلامؒ

## کائناتؒ کا پہلا اور آخریؒ رشتہ

حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا رشتہ جو بنایا وہ خاوند اور بیوی کا ہے ماں باپ کا نہیں، بہن بھائی کا نہیں، اولاد کا نہیں۔ اسی طرح انسانیت کا آخری رشتہ بھی جنت میں خاوند اور بیوی کا ہے کہ وہاں اَبدی زندگی گزاریں گے۔ ہر جوڑا اپنی الگ زندگی گزارے گا تو ابتداء انسانیت کی جس رشتہ سے ہوئی اور انتہا میں بھی یہی خاوند بیوی کا رشتہ ہے۔

دُنیا میں بھی جب اولاد کی شادیاں ہو جائیں اور ماں باپ کی زندگی لمبی ہو جائے تو پھر وہی میاں بیوی کا رشتہ باقی ہوتا ہے۔ بیٹیاں اپنے گھر میں اور بیٹے اپنی زندگی میں معروف ہو جاتے ہیں تو آخر میں بھی یہی خاوند بیوی کا رشتہ رہ جاتا ہے۔

کسی رشتہ کے لیے اتنی آیات نہیں نازل کی گئیں جتنی خاوند بیوی کے لیے ہیں۔ پوری پوری سورت اور سینکڑوں آیات۔

ماں باپ کے لیے چند آیات ہیں، اولاد کے لیے چند آیات، رشتہ داروں کے لیے چند آیات ہیں لیکن خاوند بیوی کے لیے سینکڑوں آیات ہیں۔

خاوند اور بیوی زندگی کیسے گزاریں؟

اس کے متعلق مفصل مضامین ہیں۔ جن میں زندگی کے آداب اور اُصول بتائے گئے ہیں۔ خاوند بیوی کے متعلق احکام کو دو وجہ سے پھیلایا گیا ہے۔ ایک اس رشتہ کی اہمیت اور دوسرا اس کی نزاکت۔

میاں بیوی کے رشتہ کی اہمیت یہ ہے کہ یہ معاشرہ کی بنیاد ہے۔ اگر یہ ہل گئی تو سارا معاشرہ ہل جائے گا۔ یہ دو ایسی اکائیاں ہیں جس سے سارے عدد وجود میں آتے ہیں۔

اور اس رشتہ کی نزاکت اس لیے ہے کہ کوئی رشتہ ٹوٹتا نہیں، باپ بیٹے کا، بہن بھائی کا۔ لیکن خاوند بیوی کا رشتہ ایک بول سے ٹوٹ جاتا ہے۔

اس لیے اس کو محفوظ رکھنے کے لیے قرآن کریم نے مفصل احکام بتائے ہیں۔

ہمارا برصغیر کا ماحول مشترکہ فیملی کا ہے۔ ماں باپ، بچے وغیرہ سب اکٹھے رہتے تھے۔

یہ سسٹم کسی زمانہ میں اچھا تھا، جب اخلاق بھی تھے اور تہذیب بھی تھی۔ اب یہ وبال جان بن چکا ہے کہ ہم منفی ذہن کے لوگ ہیں تو آج کل یہ ہمارا اکٹھا رہنا ہر رشتہ کو تباہ کر رہا ہے۔

بھائی بہن ٹوٹ رہے ہیں، ماں باپ اولاد میں نفرتیں ہیں، میاں بیوی کا رشتہ بنتے ہی ساس سسر ایک خوفناک کردار ادا کرتے ہیں۔ (جاری ہے)

کسی کے دل میں ایمان اور حسد اکٹھے نہیں رہ سکتے

# خُوش رکھیے ، خُوش رہیے!

محمد ضیاء الحق

زندگی کو مسرت افزاء دلفریب اور خوش گوار بنایئے.... دنیا مکافات عمل اور صدائے بازگشت جیسے اصول پر قائم ہے.... آپ کا نرم رویہ عمدہ سلوک اور اچھا برتاؤ.... آپ کو ہر دلعزیز بنا دیتا ہے.... دوسری بدزبانی ترش روئی.... اور اُکھڑا پن آپ کو دل میں نہیں.... دل سے اُتار سکتا ہے.... صحیح نیت.... صاف طبیعت.... اور اتباع شریعت کے جذبے سے پڑھیئے!.... کچھ ہی دنوں میں اس کے اثرات.... ثمرات اور برکات کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کریں گے۔

## [illegible]

اپنی شریک حیات کیلئے خوبصورت لباس زیب تن کیجئے، خوشبو لگایئے۔ جیسے مرد چاہتے ہیں کہ ان کی بیویاں ان کیلئے زیبائش اختیار کریں، اسی طرح خواتین بھی یہ خواہش رکھتی ہیں کہ ان کے شوہر بھی ان کیلئے زیبائش اختیار کریں۔ یاد رکھیے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گھر لوٹتے وقت مسواک استعمال کرتے اور ہمیشہ اچھی خوشبو پسند فرماتے۔

## [illegible]

اپنی شریک حیات کیلئے خوبصورت نام کا استعمال کیجئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کو ایسے ناموں سے پکارتے جو انہیں بے حد پسند تھے۔ لہٰذا اپنی شریک حیات کو محبوب ترین نام سے پکاریئے اور ایسے ناموں سے اجتناب کیجئے جن سے ان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

## خوبیوں کی قدر کیجئے

اپنی شریک حیات سے مکھی جیسا برتاؤ مت کیجئے۔ اپنی روزمرہ زندگی میں ہم مکھی کے بارے سوچتے بھی نہیں، یہاں تک کہ وہ ہمیں تنگ کرے۔ اسی طرح بعض اوقات عورت تمام دن اچھا کام کر کے بھی شوہر کی توجہ حاصل نہیں کر پاتی۔ یہاں تک کہ اس کی کوئی غلطی شوہر کا دھیان کھینچ لیتی ہے۔ ایسا برتاؤ مت کیجئے یہ غلط ہے۔ اس کی خوبیوں کی قدر کیجئے اور انہی خوبیوں پر توجہ مرکوز کیجئے۔

## [illegible]

اگر آپ اپنی شریک حیات سے کوئی غلطی سرزد ہوتے دیکھیں تو درگزر کیجئے۔ یہی طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنایا۔ اس اسلوب میں بہت کم مسلمان مرد مہارت رکھتے ہیں۔

## [illegible]

جب بھی اپنی شریک حیات کو دیکھیں تو دیکھ کر مسکرا دیجئے کیونکہ مسکرانا صدقہ ہے اور آپ کی شریک حیات اُمت مسلمہ سے الگ نہیں ہے۔ تصور کیجئے کہ آپ کی شریک حیات آپ کو ہمیشہ مسکراتے ہوئے دیکھے تو آپ کی زندگی کیسی گزرے گی۔

## شکریہ ادا کیجئے

وہ تمام کام جو آپ کی شریک حیات آپ کیلئے کرتی ہیں ان کیلئے ان کا شکریہ ادا کیجئے۔ بار بار شکریہ ادا کیجئے، مثال کے طور پر گھر پر رات کا کھانا.... وہ آپ کیلئے کھانا بناتی ہے، گھر صاف کرتی



پریشانی حالات سے نہیں خیالات سے آتی ہے.... خیال درست رکھئے

ہے اور درجنوں دوسرے کام کرتی ہیں۔ اور بعض اوقات واحد "تعریف" جس کی وہ مستحق قرار پاتی ہے وہ یہ کہ آج سالن میں نمک کم تھا۔ خدارا! ایسا مت کیجئے اس کے احسان مند رہیے۔

اپنی شریک حیات سے کہیے کہ وہ آپ کو ایسی 10 باتوں سے متعلق آگاہ کرے جو آپ نے اس کیلئے کیں اور وہ چیزیں اس کی خوشی کا باعث بنیں۔ پھر آپ ان چیزوں کو اپنی شریک حیات کیلئے دہرائیے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ جاننا مشکل ہو کہ کیا چیز اسے خوشی دے سکتی ہے۔ آپ اس بارے میں خود سے قیاس مت کیجئے براہ راست اپنی شریک حیات سے معلوم کیجئے اور ایسے لمحوں کو اپنی زندگی میں بار بار دہراتے رہیے۔

اپنی شریک حیات کی خواہشات کو کم مت جانیے، اسے آرام پہنچائیے۔ بعض اوقات شوہر اپنی بیویوں کی خواہشات کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایسے مت کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعے میں ہمارے لئے مثال قائم کر دی کہ "حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں۔ انہوں نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ آپ نے انہیں ایک سست رفتار اُونٹ پر سوار کروا دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے آنسو پونچھے ان کو تسلی دی اور انہیں نیا اونٹ لا کر دیا۔

اپنی شریک حیات سے مزاح کیجئے اور اس کا دل بہلائیے۔ دیکھئے کہ کیسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صحرا میں دوڑ لگاتے تھے۔

(از مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ)

ہمارے ہاں یہ ہوا کہ ہم نے اپنی بیویوں کو محکوم بنایا اور انہیں ذلیل سمجھا، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے گھروں کی فضا محکومی و ذلت سے آلودہ ہو گئی ہے۔ ہم اس فضا میں سانس لیتے ہیں اور ہمارے بچے اسی میں پلتے ہیں۔ چنانچہ ہماری اس گھریلو زندگی کا اثر ہمارے گھر سے باہر کی پوری زندگی پر پڑا اور جس طرح ہم نے گھر کے اندر اپنی عورتوں کو ذلیل اور محکوم سمجھا، اسی طرح ہم گھر کے باہر خود بھی ذہناً، طبعاً اور اخلاقی لحاظ سے محکوم اور ذلیل ہو گئے اور ہماری اولاد اس سانچے میں ڈھلتی چلی گئی۔

سچ پوچھو تو ہماری موجودہ قومی پستی، جمود، بے ضمیری اور عدم ثبات و استقامت بہت حد تک ہماری اس گھریلو زندگی کی وجہ سے ہے۔ اب اگر ہمیں آزاد ہونا ہے اور اس دُنیا میں اپنے پیروں پہ کھڑے ہونے کی ہمت پیدا کرنا ہے تو ضرورت ہے کہ ہم اپنی عورتوں کے اندر عزت نفس اور رفاقت کا شعور پیدا کریں۔

ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ یاد رکھیے "تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ بہتر برتاؤ کرنے والا ہے۔ اور میں تم سب میں اپنے گھر والوں سے بہترین پیش آنے والا ہوں۔"

آپ بھی بہتر بننے کی کوشش کیجئے۔ اللہ ہم سب کو خوشگوار ازدواجی زندگی عطا فرمائے آمین۔

# سوچ کا ایک زاویہ... یہ بھی ہے

زہیر مرتضیٰ
رحیم یار خان

ہمارے گھر کے قریب ایک بیکری ہے۔ کام سے واپسی پر میں اکثر وہاں سے صبح کے ناشتے کا سامان لیتا ہوں۔ آج جب سامان لے کر بیکری سے باہر نکل رہا تھا تو ہمارے پڑوسی عرفان بھائی مل گئے۔ وہ بھی بیکری سے باہر آرہے تھے، سلام دُعا کے بعد میں نے پوچھا: ''کیا لے لیا عرفان بھائی؟''

کہنے لگے: ''کچھ نہیں حنیف بھائی! وہ چکن پیٹیز تھے اور جلیبیاں تھیں بیگم اور بچوں کے لیے۔''

میں نے ہنستے ہوئے کہا: ''کیوں آج کیا بھابی نے کھانا نہیں پکایا؟''

کہنے لگے: ''نہیں نہیں حنیف بھائی! یہ بات نہیں ہے۔ دراصل آج دفتر میں شام کے وقت کچھ بھوک لگی تھی تو ساتھیوں نے چکن پیٹیز اور جلیبیاں منگوائیں، میں نے وہاں کھائے تھے تو سوچا بیچاری گھر میں جو بیٹھی ہے وہ کہاں کھانے جائے گی، اس کیلئے بھی لے لوں، یہ تو مناسب نہ ہوا ناں کہ میں خود تو آفس میں جس چیز کو دل چاہے وہ کھالوں اور بیوی بچوں سے کہوں کہ وہ جو گھر میں پکے صرف وہی کھائیں۔''

میں حیرت سے ان کا منہ تکنے لگا، کیوں کہ میں نے آج تک اس انداز سے نہ سوچا تھا، میں نے کہا: ''اس میں حرج ہی کیا ہے عرفان بھائی! آپ اگر دفتر میں کچھ کھاتے ہیں تو بھابی اور بچوں کو گھر میں جس چیز کا دل ہوگا کھاتے ہوں گے۔''

وہ کہنے لگے: ''نہیں نہیں حنیف بھائی! وہ بیچاری تو اتنی سی چیز بھی ہوتی ہے تو میرے لیے الگ رکھتی ہے۔ یہاں تک کہ اڑوس پڑوس سے بھی اگر کسی کے گھر سے کوئی چیز آتی ہے تو اس میں سے پہلے میرا حصہ رکھتی ہے بعد میں بچوں کو دیتی ہے۔ اب یہ تو خود غرضی ہوئی ناں کہ میں وہاں دوستوں میں گل چھرے اُڑاؤں۔''

میں نے حیرت سے کہا: ''گل چھرے....؟'' یہ چکن پیٹیز... یہ جلیبیاں... یہ گل چھرے اُڑانا ہے عرفان بھائی؟ اتنی معمولی سی چیزیں!'' وہ کہنے لگے: ''کچھ بھی ہے حنیف بھائی! مجھے تو ڈر لگتا ہے کہ آخرت میں کہیں میری اسی بات پر پکڑ نہ ہو کہ کسی کی بہن بیٹی بیاہ کے لائے تھے، خود دوستوں میں مزے کر رہے تھے اور وہ بیچاری گھر میں بیٹھی دال کھا رہی تھی۔''

میں حیرت سے انہیں دیکھتا رہا اور وہ بولے جا رہے تھے۔ دیکھئے! ہم جو کسی کی بہن بیٹی بیاہ کے لاتے ہیں ناں وہ بھی ہماری طرح انسان ہوتی ہے، اسے بھی بھوک لگتی ہے، اس کی بھی خواہشات ہوتی ہیں، اس کا بھی دل کرتا ہے طرح طرح کی چیزیں کھانے کا، پہننے اوڑھنے کا، گھومنے پھرنے کا، اسے گھر میں پرندوں کی طرح بند کر دینا اور دو وقت کی روٹی دے کر اترانا کہ بڑا تیر مارا... یہ انسانیت نہیں خود غرضی ہے اور پھر ہم جیسا دوسرے کی بہن بیٹی کے ساتھ کرتے ہیں ویسا ہی ہماری بہن اور بیٹی کے ساتھ ہوتا ہے!

ان کے آخری جملے نے مجھے ہلا کے رکھ دیا۔ میں نے تو آج تک اس انداز سے سوچا ہی نہیں تھا۔ میں نے کہا ''آفرین ہے عرفان بھائی! آپ نے مجھے سوچنے کا ایک نیا زاویہ دیا!'' میں واپس پلٹا تو وہ بولے آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے کہا ''آئس کریم لینے، وہ آج دوپہر کو آفس میں آئس کریم کھائی تھی ناں!'' (از کتاب چہرہ)



ہمارے حُسنِ سلوک کے اوّلین حق دار ہمارے اہلِ خانہ ہیں (حضرت علی)

# جہیز اور موجودہ مُعاشرہ

مولانا محمد صادق
کراچی

دُنیا کے نظام کی روشنی میں بیٹی پرائی امانت سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ اس نقطۂ نگاہ سے والدین اس کی پرورش، تعلیم، تربیت (عادات، اطوار، چال چلن، گھر گرہستی، سگھڑاپے) کا بطور خاص خیال رکھتے ہیں۔ (بعض بیٹیاں اپنی کچی عمروں میں یہ غیر حقیقت پسندانہ رائے رکھتی ہیں کہ والدین بھائیوں کی آزادی کے مقابلے میں ہم بہنوں پر بے جا پابندی لگا کر رکھتے ہیں تو بیٹیو! بھائی والدین کی نسل کے وارث اور بہنیں تربیت کی امین ہوا کرتی ہیں جو سسرال جا کر والدین کی تربیت کا لوہا منوایا کرتی ہیں۔ بیٹیاں تو تحمل، برداشت، ایثار، قربانی، وفاداری نامی بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹیوں کے گلیشیر (برف کی وہ چٹان جو آہستہ آہستہ پگھلتے ہوئے اپنی جگہ قائم رہے اور دوسروں کو سیراب بھی کرتی رہے) ہوتی ہیں۔ بیٹیوں میں مندرجہ بالا اوصاف (خوبیاں) فطری طور پر ہوتی ہیں، والدین تو صرف انہیں پالش کرتے ہیں جو والدین بھائیوں کی طرح آزادیاں بہنوں کو بھی دے دیا کرتے ہیں وہ بہنوں کی ”نسوانیت“ کا بیڑا غرق کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے صرف ظاہری جسم میں نمایاں فرق نہیں رکھا، اندرونی صفات سے بھی مرد و عورت میں فرق رکھا ہے۔

تعلیم و تربیت کا مرحلہ ابھی مکمل بھی نہیں ہو پاتا کہ بچی نامی امانت حق دار تک پہنچا دینے کی نوبت آجاتی ہے۔ جس بچی کو اپنے خون کا پانی کر کے پالا تھا، جس کو اپنے حصے کی خوراک دیتے ہوئے سیراب رکھا تھا، جسے اپنے بدن پر چیتھڑے باندھ کر لباس سے آراستہ رکھا تھا، جس سے پیدائش کے فوری بعد پیار، تعلق، لگاؤ اور قرب میں ہر لمحہ اضافہ در اضافہ ہوتے ہوتے یہ نسبت بھی آپ جوان ہو چکی ہے۔ کلیجہ چاہیے جان جگر کو اپنے سے جُدا کرنے کے لئے، آنکھوں سے اوجھل کرنے کیلئے، وہ جس کے ہاتھ کا گرم شربت (چائے) آنکھیں بند کر کے انڈیل لیا کرتا تھا، جس کا پکایا ہوا مرچوں بھرا سالن، مسالا بھری چاٹ سمجھ کر حلق سے اُتار لیا کرتا تھا، جس کی تیار کردہ گھی میں لت پت بریانی، صحت کیلئے مفید قرار دے کر نوالے بنا بنا کر منہ میں ڈالتا چلا تھا، آج اسے بڑے تزک و احتشام (شان و شوکت) کے ساتھ رخصت کیا جا رہا ہے سوچ سمجھ کر نہیں اللہ تعالیٰ کا حکم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سمجھ کر سر تسلیم خم (راضی بہ رضا) کیا جا رہا ہے (یہ مظاہرہ اس بات کا ثبوت ہے نا) کہ بندے کے اندر اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے اپنانے کی عملی صلاحیت ہے۔)

رخصتی کے اس موقع پر کون باپ ہوگا جو استطاعت کے باوجود اپنی نورِ نظر کو خالی ہاتھ رخصت کرے گا؟ بچی کی آئندہ زندگی کو بھرپور، بارونق، باعزت، پُرسکون بنانے کیلئے اسے مقدور بھر ساز و سامان کے ساتھ ہی روانہ کرے گا۔ اسی ساز و سامان کو ”جہیز“ کہتے ہیں۔ اس کا عقلی جواز بھی ہے اسلام کی طرف سے اجازت

مخلوق سے ایسا معاملہ کرو جو اپنے حق میں پسند کرتے ہو (امام غزالی رحمہ اللہ)

بھی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے۔ یہ باپ اور بیٹی کے درمیان اظہار محبت و تعلق کی ایک شق (قسم) ہے۔ اسلام اس اظہار محبت و تعلق میں کوئی مداخلت نہیں کرتا (یقیناً ہر باپ مالی استطاعت نہیں رکھتا، اسلامی احکامات 'اجتماعیت' کو سامنے رکھ کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ شادی کے باب میں جہیز کے نام سے کوئی ''قولی حکم'' نظر سے نہیں گزرا، البتہ اس کا ''عملی ثبوت'' سیدنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

لہٰذا باپ کا بیٹی (جہیز بیٹی ہی کو دیا جاتا ہے، طلاق کی صورت میں بیٹی کے سسرال سے واپس لے لیا جاتا ہے) کو جہیز دینے کا جواز ہے، البتہ اس کو 'لازمی' قرار دینا ''بدعت'' ہے اور بدعت گمراہی ہے جس کا ترک کر دینا ''واجب'' ہے۔ اگر باپ اس خوبصورت اور خوش کن موقعے پر بیٹی کو ڈھال بنا کر نام ونمود، ریا، شہرت، دکھلاوے، سمدھیانے کو نیچا دکھلانے' لوگوں پر رعب جھاڑنے کی نیت سے بیٹی کو جہیز دیتا ہے جیسا کہ ڈسپلے کی تقریب اس کی دلیل ہے تو یہ نیت و عمل لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے ''قہر'' (غضب) کے ''قعر'' (گہرے گڑھے) میں جا پڑنے کا ''ذاتی انتخاب'' ہے۔

چونکہ یہ خالصتاً باپ اور بیٹی کا درمیانی معاملہ ہے، لہٰذا بیٹے والوں کی طرف سے بیٹی والوں سے جہیز کا مطالبہ اور فرمائشی فہرست کا دیا جانا باپ بیٹی کے درمیانی معاملے میں بے جا مداخلت ہے (اسلام

## چار انمول چیزیں

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

● چار چیزیں عقل کو بڑھاتی ہیں:
فضول کلام سے پرہیز کرنا، دانت صاف رکھنا، صالحین کی مجلس میں بیٹھنا اور علمائے کرام کی صحبت اختیار کرنا۔

● چار چیزیں بدن میں قوت پیدا کرتی ہیں:
گوشت کھانا، خوشبو سونگھنا، کثرت سے غسل کرنا اور سوتی کپڑا پہننا۔

● چار چیزیں نظر کو تیز کرتی ہیں:
خانہ کعبہ کی زیارت کرنا، سوتے وقت سرمہ لگانا سبزہ زار کو دیکھنا اور صاف ستھری جگہ بیٹھنا۔

اس معاملے میں خود کوئی مداخلت نہیں کرتا، مسلمان کو کیسے اجازت دیدے؟) لہٰذا سسرال والوں کی طرف سے جہیز کا مطالبہ ناجائز، ناجائز، ناجائز اور حرام، حرام اور حرام ہے جو کہ بیٹی والوں کیلئے ذہنی کوفت اور عزت پر حملہ ہے۔ شادی کے بعد ساس اور نندوں کی طرف سے جہیز کے حوالے سے طعنے، نیچ، اوچھی، کمینہ، ذلیل حرکت ہے۔ سسرال والوں کو لالچی اور گھٹیا خاندان میں سے ہونے کی علامت ہے۔ یہ موجودہ معاشرے کا ''اخلاقی ناسور'' ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا پیش خیمہ ہے اور موجب لعنت ہے۔ اسی سے پورا کا پورا معاشرہ گل اور سڑ رہا ہے جس کے آپریشن کی اشد ضرورت ہے۔

اے نوجوانو! ہے کوئی تم میں اس میدان کا مرد یہ ناسور (جہیز کا مطالبہ) تمہاری انجوائمنٹ کی زندگیوں کے بہترین ابتدائی سالوں (برسوں) کو نگلتا چلا جا رہا ہے۔



نعمت کا نامناسب جگہ پر خرچ کرنا ناشکری ہے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ)

# بچوں کا محاسنِ اسلام

## آؤ! بچو... حدیث سیکھیں

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے!

جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں۔ (ترمذی شریف)

پیارے بچو! ہمیں زندگی میں ہر قدم پر دوسروں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ جب بھی کوئی ہمارے ساتھ احسان یا بھلائی کا معاملہ کرے حتیٰ کہ جگ سے پانی کا گلاس بھی بھر کر دیدے تو ہمیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ ہمارے دین نے ہمیں شکریہ ادا کرنے کا طریقہ بھی سکھایا ہے کہ ہر ایسے موقع پر بھلائی کرنے والے کو جَزَاکَ اللّٰہ کہہ دیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے میرے ساتھ جو احسان کیا ہے اس کی اچھی جزا اللہ تعالیٰ ہی آپ کو دے سکتے ہیں۔ میں اس کی جزا نہیں دے سکتا۔

صبح سے شام تک ایسے ہزاروں مواقع آتے ہیں کہ ہم جَزَاکَ اللّٰہ کا جملہ کہہ کر چھوٹے بڑوں سب کا دل جیت سکتے ہیں۔ والد نے کوئی چیز لا کر دی، والدہ نے کوئی چیز بنادی، استاد صاحب نے کوئی بات سمجھا دی یا اسی طرح کسی نے بیٹھنے کیلئے کرسی دے دی تو جَزَاکَ اللّٰہ کہہ دیجئے۔ کسی نے کھانا لا کر پیش کر دیا۔ کسی نے پانی پلا دیا۔ کسی نے اچھی بات بتادی کسی نے سامان اُٹھانے میں مدد کر دی۔ ان جیسے سب مواقع پر ہمیں جَزَاکَ اللّٰہ کہنا چاہیے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے دورانِ سفر ہوائی جہاز میں ایک خاتون کو دیکھا جو اپنے کمسن بچے کو کچھ کھلا رہی تھیں اور ہر لقمہ کھلانے کے بعد اسے اپنا شکریہ ادا کرنے کیلئے تھنک یو کا لفظ کہنے کی تعلیم دے رہی تھی۔ ہمارا دین ہمیں ہر قدم پر اللہ سے تعلق مضبوط رکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔ دیکھئے جَزَاکَ اللّٰہ میں بھی اللہ پر نظر جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے خزانے سے آپ کو جزا دیں۔

## آؤ! جنت کی زبان سیکھیں

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ کا مہمان خانہ جنت ہے۔ اللہ کے مہمان بننے والے وہی ہیں جن پر اللہ راضی ہو۔ اس لئے ہمیں ہر قدم پر اللہ کو راضی رکھنے کی فکر کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مہمان خانہ میں جگہ عطا فرمادیں۔ کون بچہ ہے جو جنت میں نہیں جانا چاہتا؟ ہر چھوٹے بڑے کی یہ اہم اور مبارک خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے محض اپنے فضل سے جنت عطا فرمادیں۔

پیارے بچو! جنت میں جانے کی خواہش کا تقاضا ہے کہ ہم جنت کی زبان سیکھنے کی کوشش کریں۔ اور جنت کی زبان کوئی اور نہیں بلکہ وہی ہے جس میں قرآن اور نماز پڑھتے ہیں یعنی عربی

عربی سیکھے بغیر ہمیں علم نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ہم سے کیا کلام فرما رہے ہیں یا ہم نماز میں کیا پڑھ رہے ہیں۔ تو عربی زبان ہم مسلمانوں کی دنیاوی ضرورت بھی ہے قبر حشر میں بھی یہی زبان کام

آئے گی اور جنت کی زبان تو ہے ہی عربی۔

بچپن کا حافظہ بڑی نعمت ہے کتنے بچے تھوڑی سی محنت کر کے انگریزی پر عبور حاصل کر لیتے ہیں۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا، جنت کے شوق اور قرآن اور نماز کو سمجھنے کی مبارک نیت سے عربی زبان کو سیکھنے کی کوشش کر لیں کہ جنت میں جانے کی تیاری کا یہ بھی ایک حصہ ہے۔

پیارے بچو! ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک باتوں کا ذخیرہ جسے "احادیث" کہا جاتا ہے یہ سب بھی عربی زبان میں ہے۔ تو عربی سیکھنے پر ہمیں دین و دنیا کی بے شمار نعمتیں مل سکتی ہیں۔

## ایک صحابی کا واقعہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ حاضری پر ایک لڑکا آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اس نے سترہ قرآنی سورتیں حفظ کر لی ہیں... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امتحان کے طور پر کچھ سنانے کو فرمایا... لڑکے نے آپ کے سامنے سورہ ق سنائی...

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسرت کا اظہار فرمایا... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو خطوط یہود کے پاس بھجوانے ہوتے وہ یہودی ہی تحریر کرتے تھے... ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا... یہود کی خط و کتابت پر مجھے اطمینان نہیں کہ وہ گڑبڑ نہ کر دیتے ہوں

اے لڑکے! تم یہود کی زبان سیکھ لو...

اس لڑکے نے صرف پندرہ دنوں میں یہودیوں کی عبرانی زبان سیکھ لی اور باقاعدہ تحریر بھی لکھنا شروع کر دی۔

## نعت شریف

حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے
جو یادِ مصطفیٰ سے دل کو گرمایا نہیں کرتے
زباں پر شکوہ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے
یہ دربارِ محمد ہے یہاں ملتا ہے بن مانگے
ارے ناداں! یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے
یہ ہے دربارِ رسالت یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے
ارے ادنا سمجھ! قربان ہو جا اُن کے روضے پر
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے
جو اُن کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہیں اے حامد
کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں کے جو خطوط آتے ان کے پڑھنے کی ذمہ داری بھی اس کم عمر کے ذمہ تھی... یہ لڑکا صحابہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور تھا... آپ اپنے زمانہ کے جلیل القدر صحابہ میں شمار ہوتے اور بڑے مفتی سمجھے جاتے... خاص طور پر علم میراث کے ماہر تھے... ہجرت نبوی کے وقت ان کی عمر صرف گیارہ برس تھی... پیارے بچو ہے نا کمال کی بات... (فتح الباری)

## آؤ بچو! آداب سیکھیں

پیارے بچو! آداب ادب کی جمع ہے۔ ادب کسے کہتے ہیں۔ کسی کام کو اس طور پر کرنا وہ ہر قسم کے نقص و خطا سے محفوظ اور عمدہ صفات سے مزین اور تمام خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہو اسے ادب کہتے ہیں۔

پیارے بچو! ادب ہمارے لئے کس قدر ضروری ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے کیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

کسی باپ نے اپنے کسی بیٹے کو کوئی عطیہ نہیں دیا جو "اچھے ادب" سے بڑھ کر ہو۔

پیارے بچو! آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو دین و دنیا کی ترقی سے نوازا ہے ان کے بچپن کے حالات بتاتے ہیں کہ وہ سراپا ادب تھے اور ہر قسم کے اسلامی آداب کا خیال رکھا کرتے تھے۔ اس لئے ہماری سعادت مندی بھی اسی میں ہے کہ ہم خود کو آداب سے آراستہ کریں۔ اور ہمارا کام ادب کے دائرہ میں ہو۔

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طریقے سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی گزاری ہے ہم بھی اس طریقے سے اپنی زندگی گزاریں۔ جتنا ہماری زندگی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر گزرے گی ہم اللہ تعالیٰ کو اتنا ہی راضی کرنے والے ہوں گے۔ اور اپنی زندگی کے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

## لباس کی نعمت

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے "لباس" بھی ایک بڑی نعمت ہے کہ اس کے ذریعے ہم جسم کو چھپاتے اور گرمی سردی سے بچاتے ہیں۔ کیا آپ لباس کے متعلق ان اسلامی آداب سے واقف ہیں؟

- نیا لباس جمعہ کے دن پہننا چاہئے کہ یہ سنت ہے
- جو چیز پہنیں دائیں طرف سے ابتداء کریں۔ اور کپڑے اُتارتے وقت بائیں طرف سے شروع کریں۔
- کپڑے ایسی جگہ تبدیل کرنے چاہئے کہ کوئی نہ دیکھے۔ اسی طرح اگر کوئی کپڑے تبدیل کر رہا ہو تو اس کو بھی نہیں دیکھنا چاہئے۔
- بچوں کو چاہئے کہ وہ اپنی شلوار یا پائجامہ کے پائنچے ٹخنوں سے اُوپر رکھیں کہ ٹخنے ڈھانپنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ اور یہ بات صفائی کے بھی خلاف ہے۔ ہاں بچیوں کو ٹخنے ڈھانپ کر رکھنے چاہئے۔
- کپڑے میلے کر لینا بھی بہت بری عادت ہے۔ لباس کا استعمال احتیاط سے کرنا چاہئے خاص طور پر کھانے پینے اور اُٹھنے بیٹھنے میں احتیاط کرنی چاہئے۔

## راستہ میں چلنے کے آداب

پیارے بچو! پیدل چلنا صحت کیلئے بہت مفید ہے۔ چلتے ہوئے راستہ میں کن اسلامی آداب کا خیال رکھنا چاہئے؟ آیئے! چند ضروری باتیں پڑھتے ہیں۔

- راستہ کے دائیں طرف چلنا چاہئے۔
- بچیوں کو راستہ کے کنارے پر چلنا چاہئے۔
- اگر کوئی راستہ پوچھے تو اسے بتا دینا چاہئے۔
- چلتے پھرتے راستہ میں کھانے پینے سے بچنا چاہئے کہ راستہ کو صاف رکھنا ضروری ہے تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔
- راستہ میں چلتے ہوئے جو بھی ملے اُسے

سلام یعنی السلام علیکم کہنا چاہئے۔

■ بعض بچے راستہ میں اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے چلتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ راستہ میں اپنی نگاہوں کو نیچے رکھنا چاہئے۔

■ راستہ میں اگر کوئی تکلیف دہ چیز جیسے اینٹ پتھر، کیلے کا چھلکا یا کوئی کانٹا وغیرہ ہو تو اسے ہٹا دینا چاہئے کہ یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔

■ بچو! راستہ میں ذکر کرتے ہوئے چلنا چاہئے مثلاً جو قرآنی سورتیں یاد ہوں وہ پڑھتے رہیں یا کلمہ طیبہ، درود شریف اور مسنون دُعائیں پڑھتے رہیں۔

■ راستہ میں چند دوکانیں آجائیں تو وہ جگہ بھی بازار کے حکم میں ہے اس وقت آپ چوتھا کلمہ پڑھ کر لاکھوں نیکیاں حاصل کرسکتے ہیں۔

## کیا آپ جانتے ہیں؟

ہم مسلمان ہیں۔ اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہے۔ عبادت کے لائق صرف وہی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور آخری رسول ہیں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اسلام سچا دین ہے۔ دین ہمیں دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اور اچھی باتیں سکھاتا ہے۔

پیارے بچو! ہم آپ کو اسلام کا کلمہ بتاتے ہیں پڑھئے! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

اس کلمہ کو کلمہ طیبہ اور کلمہ توحید کہتے ہیں۔

## صحت کا فارمولا

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے
وہاں تک چاہیے بچنا دوا سے
اگر تجھ کو لگے جاڑے میں سردی
تو استعمال کر انڈے کی زردی
جو ہو محسوس معدے میں گرانی!
تو پی لے سونف یا اُدرک کا پانی
بنے گر خون کم بلغم زیادہ
تو کھا گاجر، چنے، شلغم زیادہ
جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا
اگر ضعفِ جگر ہے کھا پپیتا
جگر میں ہو اگر گرمی دہی کھا
اگر آنتوں میں خشکی ہو تو گھی کھا
تھکن سے ہوں اگر عضلات ڈھیلے
تو فوراً دُودھ گرما گرم پی لے
زیادہ گر دماغی ہے ترا کام
تو کھا لے شہد کے ہمراہ بادام
اگر ہو قلب پر گرمی کا احساس
مُربہ آملہ کھا اور انناس
جو دُکھتا ہو گلا نزلے کے مارے
تو کر نمکین پانی کے غرارے
اگر ہے درد سے دانتوں کے بے کل
تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مَل
جو بد ہضمی میں چاہے تو اِفاقہ
تو دو اِک وقت کا کرلے تو فاقہ

([illegible])

(پیارے بچو اس نظم کو یاد کرلو... پوری زندگی کام آئے گی)

# کانوں کی دعوت

محترم اشتیاق احمد رحمہ اللہ کی
بچوں کیلئے ایک اصلاح افروز کہانی

کبیر کو بہت طاقت ور خوفناک اور ہولناک آدموں نے مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔ ایک نے چیخ کر کہا۔

"اسے کروٹ کے بل لٹا دو"

دوسرے نے اسے ننھے سے کھلونے کی طرح اٹھایا اور کروٹ کے بل لٹا دیا پھر اپنا گھٹنا اس کی گردن پر رکھ دیا تاکہ وہ حرکت نہ کر سکے۔

"یہ...... یہ تم کیا کر رہے ہو" کبیر پوری قوت سے حلق پھاڑ کر چلایا۔

"گھبراؤ نہیں بچو! یہ تمہارے دونوں کانوں کی دعوت کر رہے ہیں" ایک نے ہولناک انداز میں کہا۔

"لیکن کیا' میرے کانوں کو کیا ہوا ہے' یہ تو بالکل ٹھیک ہیں' دیکھو' میں تمہاری باتیں سن رہا ہوں۔"

"اب اور زیادہ سنو گے" دوسرا بولا۔ اب وہ اس کی طرف مڑا۔ اس کے ہاتھ میں فرائی پین قسم کا ایک برتن تھا۔ اس برتن کا رنگ سیاہ تھا اور اس میں گہرا سیاہ دھواں اٹھ رہا تھا۔ جیسے سیاہ رنگ کی کوئی چیز اس میں کھول رہی ہو۔ ایسے میں ایک شخص کبیر کے بالکل نزدیک سے گزرا' لیکن اس نے کبیر کو نہ دیکھا۔ اس کے ساتھ ایک نوجوان تھا۔ نوجوان اس کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا تھا۔ اس نے بھی کبیر کو نہ دیکھا۔ دونوں اپنی اپنی دھن میں مست چلے جا رہے تھے۔ تاہم کبیر نے ان دونوں کو دیکھ لیا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی وہ پوری طاقت سے چیخا۔

"ابا جان' بھیا: ادھر دیکھیں! یہ میں ہوں کبیر' آپ کا بیٹا' آپ کا بھائی۔"

وہ دونوں ٹھٹھک کر مڑے۔ اب انہوں نے کبیر کی طرف دیکھا۔ ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ اس کے نزدیک چلے آئے۔

"ابا جان...... میرے چھوٹے بھائی' مجھے ان جلادوں سے بچائیں۔ یہ میرے ساتھ نہ جانے کیا کرنے چلے ہیں۔ میرے کانوں میں کیا چیز ڈالنے لگے ہیں۔ مجھے ان سے چھڑا لیں۔ اللہ کے لئے مجھے ان کے ہاتھوں سے بچا لیں۔" "یہ سب کیا ہے؟ آپ کبیر کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟ یہ میرا بیٹا ہے اس کا بڑا بھائی ہے' یہ میرے ساتھ صغیر ہے"۔

"جاؤ بڑے میاں' اپنا کام کرو' اپنی فکر کرو۔ تمہاری باری بھی آئے گی۔ تم بھی نہیں بچو گے اور یہ جو تمہارے ساتھ تمہارا چھوٹا بیٹا ہے نا یہ اس کی باری بھی آ جائے گی"۔ "لیکن کس سلسلے میں' یہ کیا ہے؟ تم اس کے کانوں میں کیا ڈال رہے ہو؟"۔

"آؤ آؤ...... آگے بڑھ کر دیکھ لو...... اس کالے برتن میں کیا ہے"۔ دونوں نے چند قدم اٹھائے اور ان کے نزدیک پہنچ گئے۔ اس وقت انہیں شدید ترین گرمی کا احساس ہوا جیسے کسی گرم ترین جگہ میں داخل ہو گئے ہوں۔ پھر انہوں نے اس برتن میں دیکھا' اس میں کوئی چیز بری طرح ابل رہی تھی اگرچہ برتن کے نیچے آگ نہیں تھی۔


اچھے بچے تمام اچھی باتیں اپنے دوستوں کو بھی سکھاتے ہیں

یہ کھولتی ہوئی چیز کیا ہے؟ مارے خوف کے صغیر نے کہا۔ ''اوہ......اوہ...... میں سمجھ گیا'' اس کے والد یہ کہتے ہوئے لڑکھڑا کر پیچھے ہٹ گئے۔ ان کے چہرے پر خوف ہی خوف چھا گیا' ان کی پیشانی پر پسینہ چمک رہا تھا۔

''اف مالک! یہ تو پگھلا ہوا سیسہ ہے''۔

''ٹھیک سمجھے! یہ پگھلا ہوا سیسہ ہے''۔

''اوہ......اوہ......اب یاد آیا' کبیر تم...... میرے بچے تم مر چکے ہو''۔ ''میں مر چکا ہوں'' کبیر چیخا۔

''ہاں! تم مر چکے ہو' یہ دونوں انسان نہیں' فرشتے ہیں' وہ بھی جہنم کے۔ یہ تمہارے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالنے والے ہیں...... پگھلا ہوا سیسہ' جو آگ کی طرح گرم ہے' کھول رہا ہے' میں تمہیں منع کیا کرتا تھا نا' گانے نہ سنو' ساز نہ سنو' لیکن تم روزانہ بلاناغہ کئی کئی گھنٹے تک گانے سنتے تھے' فلمی گانے' ساز اور آواز کے ساتھ گانے...... میں نے تمہیں اس سلسلے میں کئی بار احادیث بھی سنائی تھیں نا۔

## کھیلیں ضرور لیکن

پیارے بچو! بچپن کا بہترین مشغلہ کھیل کود ہوتا ہے اور یہ ہماری جسمانی صحت کیلئے مفید اور ضروری بھی ہے۔ لیکن جو کھیل بھی ہو اس میں یہ دیکھ لیں کہ ہماری وجہ سے کسی کو کوئی پریشانی یا تکلیف تو نہیں ہو رہی۔ بعض بچے کھیل میں شور بہت کرتے ہیں۔ بعض بچے کھیل میں دوسروں کے آرام میں خلل ڈال دیتے ہیں کوئی بیمار ہے یا پڑھنا چاہتا ہے تو وہ ہمارے کھیل سے پریشان نہ ہو۔ اچھے بچے کمپیوٹر پر کارٹون یا ویڈیو گیم تو کھیلتے نہیں کیونکہ یہ چیزیں ہمارے ایمان کو متاثر کرنے والی ہیں۔ یہ چیزیں دیکھنے والے بچوں کی آنکھیں اور دل و دماغ متاثر ہو جاتے ہیں۔

آپ اچھے بچے ہیں تو وہی کھیل اپنائیں جو شریعت میں پسندیدہ ہو۔ دوڑ کا مقابلہ بہترین ورزش بھی ہے اور کھیل بھی جس سے جسم کے پٹھے اور ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں اور جسم کو قوت و صحت ملتی ہے۔

اچھے بچے کھیل سے پہلے اپنا ہوم ورک ختم کرتے ہیں۔ کھیل سے پہلے دیکھ لیں امی ابو نے کوئی کام تو ذمہ نہیں لگایا۔ ہمیشہ یاد رکھیے! پہلے کام پھر آرام۔

## مسکرائیے

ایک طالب علم نے تمام سوالات کے جواب صحیح دیئے مگر پھر بھی اس کو فیل کر دیا گیا؟ کیوں فیل کر دیا گیا؟ چند سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: ٹیپو سلطان کس لڑائی میں شہید ہوئے؟

جواب: اپنی آخری لڑائی میں۔

سوال: طلاق کی بڑی وجہ کیا ہے؟

جواب: شادی۔

سوال: گنگا کہاں بہتی ہے؟

جواب: زمین پر

سوال: آٹھ لوگوں میں چار آم کس طرح تقسیم کرو گے کہ سب کو برابر حصہ ملے؟

جواب: جوس بنا کر